# MUJALLAH

# TALIBAN 25

RAMADHAN 1445, APRIL 2024

مجلہ تحریک طالبان پاکستان
25
رمضان المبارک ۱۴۴۵ ق بمطابق اپریل ۲۰۲۴



- ہائے یوم پاکستان
- پاکستان کے پاس صرف ایک راستہ ہے
- لیلۃ القدر کی قدر و منزلت اور عظمت و اہمیت

# فہرست مضامین


01 اداریہ
اداروں کی سرپرستی میں چوری، ڈکیتی اور لوٹ مار کے بڑھتے واقعات

02 تذکرہ حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ
رضاء الدین صدیقی

03 لیلۃ القدر کی قدر و منزلت اور عظمت و اہمیت
محمد عبدالمتعالی نعمان

04 ہائے! یومِ پاکستان — عبداللہ مجاہد

05 دورِ حاضر میں حق کی دعوت کو سمجھنے میں دشواریاں — حمزہ خان

06 معیشت یا بیوروکریسی؟ — آصف محمود کا انڈپینڈنٹ اردو پر شائع ہونے والا کالم

07 پاکستان کے پاس صرف ایک ہی راستہ ہے — مولانا خالد قریشی

08 آئینِ پاکستان، اسلامی یا غیرِ اسلامی؟ قسط(۱۰) — شیخ عبدالرحمن حماد

09 ”رہنمائے قافلۂ حق“
امارت اسلامیہ افغانستان کے سرکردہ رہنماؤں کی سوانحِ حیات پر لکھی گئی پشتو کتاب ”د سپین کاروان سرلاري“ کا اردو ترجمہ قسط(۱۰)

10 یہود کی ساڑھے تین ہزار سالہ مختصر تاریخ قسط(۴) — مفتی غفران صاحب

11 اگر پکے کے ڈاکو کچے کے ڈاکوؤں کا مقابلہ نہیں کر سکتے تو...؟ — نشر مکرر

12 حملوں کی ماہانہ رپورٹ



# اداریہ

## اداروں کی سرپرستی میں چوری، ڈکیتی اور لوٹ مار کے بڑھتے واقعات

مملکت خداداد پاکستان میں دن بدن چوری، ڈکیتی اور لوٹ مار کے واقعات میں اضافہ ہوتا جارہا ہے، کئی واقعات میں شہریوں کو اپنی جان سے بھی ہاتھ دھونا پڑا ہے۔ پولیس کی سرپرستی میں بڑے بڑے گینگز ہیں جو ڈکیتیوں اور اغواء برائے تاوان کی وارداتوں میں ملوث ہیں۔ بعض واقعات ایسے بھی پائے گئے ہیں جن میں پولیس کے حاضر سروس اہلکار ملوث نکلے ہیں۔ جرائم پیشہ عناصر کی ان بڑھتی ہوئی کاروائیوں کے نتیجے میں عام شہری اپنے آپ کو غیر محفوظ تصور کر رہا ہے۔

ان واقعات کی ایک بڑی وجہ غربت اور مہنگائی کے ساتھ ساتھ ملک کے سیکیورٹی اداروں کا ان جرائم پیشہ عناصر کو تحفظ فراہم کرنا اور اپنا حصہ وصول کرنا بھی ہے۔ ایک طرف تو عوامی سطح پر پولیس کی سرپرستی میں یہ لوٹ کھسوٹ جاری ہے، جس سے عام شہری کی زندگی اجیرن ہو کر رہ گئی ہے تو دوسری طرف ملک کی فوج ملکی سطح پر قومی وسائل کو لوٹنے میں ملوث ہے۔ غیر قانونی کاروبار ہوں یا بارڈر سے نان کسٹم اشیاء کی سمگلنگ... فوج اپنا حصہ پوری طرح وصول کرتی ہے۔ بڑے بڑے جرائم پولیس اور فوج کی سرپرستی میں ہو رہے ہیں۔

مزید یہ کہ لٹنے والی غریب عوام جب انصاف کے حصول کے لیے تھانے کا رخ کرتی ہے تو FIR کٹوانے کے لیے بھی عوام الناس کو ان نام نہاد محافظوں کی جیبیں گرم کرنی پڑتی ہیں اور نتیجہ صفر ہی رہتا ہے۔ اس طرح ایک طرف تو چور اور ڈاکو ہیں اور دوسری طرف نام نہاد محافظ جو مل کر دونوں ہاتھوں سے عوام کو لوٹنے میں مصروف عمل ہیں۔

ان تمام حالات اور واقعات میں پاکستانی شہریوں کو اپنی آنکھیں کھولنی ہوں گی اور ان نام نہاد محافظوں کا حقیقی چہرہ پہچان کر ان کے خلاف منظم ہو کر عملی جدوجہد کرنی ہوگی وگرنہ ایسے واقعات میں دن بدن اضافہ ہی ہوگا اور ملک کی حالت بد سے بدتر ہوتی چلی جائے گی۔ حفظنا اللہ منھا۔

# تذکرہ حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ

رضاء الدین صدیقی

حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ خاندان نجار کے رئیس تھے، جد رسول حضرت عبدالمطلب کی والدہ سلمہ بنت عمرو، رشتہ میں حضرت انس بن نضر کی پھوپھی ہیں۔ حضور ﷺ کے خدمت گار خصوصی حضرت انس بن مالک آپ کے سگے بھتیجے ہیں۔ انہی کے نام پر آپ کا نام انس رکھا گیا، کسی وجہ سے غزوہ بدر میں شریک نہیں ہوسکے تھے، اس غیر حاضری پر انہیں بڑا ملال رہتا تھا۔ فرمایا کرتے تھے: یہ حق و باطل کے درمیان پہلا معرکہ تھا جس میں جناب رسول اللہ نے شرکت فرمائی اور میں اس سعادت سے محروم رہ گیا، اگر اللہ تعالیٰ نے پھر ایسا موقع عنایت فرمایا تو اللہ دیکھے گا کہ دین حق کو سربلند کرنے کیلیئے میں کیا کارنامے سرانجام دیتا ہوں۔

غزوہ احد میں بڑے ہی ذوق و شوق سے شریک ہوئے، اس جنگ میں اچانک ایسا سانحہ رونما ہوا کہ مسلمانوں میں بھگدڑ مچ گئی۔ آپ نے بارگاہ خداوندی میں عرض کیا: ''الٰہی! جو کچھ مسلمانوں سے سرزد ہوا میں اس کیلیئے معافی کا طلبگار ہوں اور جو کچھ مشرکین نے کیا ہے اس سے میں لاتعلقی کا اظہار کرتا ہوں''۔

ان کا گزر ایسی جگہ سے ہوا جہاں چند صحابہ کرام مایوسی کے عالم میں بیٹھے ہوئے تھے، انہوں نے پوچھا کہ اس طرح کیوں بیٹھے ہو؟ بڑی بے بسی سے کہنے لگے، حضور شہید ہو گئے ہیں، اب ہم کیا کریں۔ آپ نے انکو جھڑکتے ہوئے کہا: حضور کے بعد زندہ رہ کر تم کیا کرو گے، اٹھو اور اس مقصد کیلیئے اپنی جان قربان کردو جس مقصد کیلیئے ہمارے آقا نے جان دی ہے۔

یہ کہہ کر آگے بڑھے، جبل احد کے پاس حضرت سعد بن معاذ سے ملاقات ہوگئی، انھوں نے کہا: انس میں تمہارے ساتھ ہوں، حضرت انس کفار کی صفوں میں گھس گئے، باربار کہہ رہے تھے ''واہ! واہ! مجھے جنت کی خوشبو آرہی ہے، نضر کے پروردگار کی قسم! میں جبل احد کی طرف سے جنت کی خوشبو محسوس کر رہا ہوں''۔

بڑی جرأت سے مصروف پیکار رہے یہاں تک کہ جام شہادت نوش کیا، حضرت انس بن مالک کہتے ہیں کہ نیزوں، تیروں اور تلواروں کے اَسی سے زیادہ زخم انکے جسم پر لگے ہوئے تھے۔ مشرکین نے اسی پر اکتفا نہ کیا بلکہ اس بے دردی سے انکی لاش کا مثلہ کردیا کہ وہ پہچانی نہیں جاتی تھی۔ ان کی ہمشیرہ نے ایک انگلی کے پورے یا ایک تل کے نشان سے ان کو بمشکل پہچانا۔ انس بن مالک کہتے ہیں، قرآن کی یہ آیت انکے حق میں نازل ہوئی:

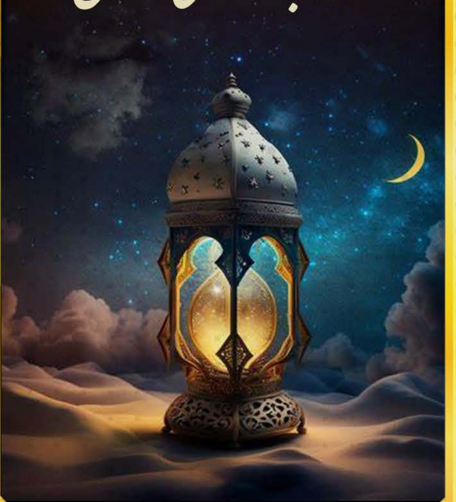
**من المؤمنين رجال صدقوا ما عاهدوا اللّٰه عليه**

''اہل ایمان میں ایسے جواں مرد ہیں جنہوں نے سچا کر دکھایا جو وعدہ انھوں نے اللہ سے کیا تھا''۔

ایک بار انکی بہن ربیع بنت نضر کے بارے میں یہ فیصلہ ہوا کہ قصاص میں ان کا دانت توڑ دیا جائے تو انس بن نضر نے کہا: یارسول اللہ! خدا کی قسم ربیع کا دانت نہ توڑا جائیگا، انھوں نے اللہ پر اعتماد کر کے قسم کھائی تھی۔ حالات ایسے ہوئے کہ دوسرا فریق دیت لینے پر راضی ہوگیا اور ربیع قصاص سے بچ گئیں' اس پر حضور نے ارشاد فرمایا: خدا کے بعض بندے ایسے بھی ہیں کہ جب قسم کھاتے ہیں تو خدا انکی قسم پوری کرتا ہے۔ (بخاری، ج ۲، ص ۴۶)

# لیلۃ القدر
## کی قدرومنزلت اور عظمت واہمیت

محمد عبدالمتعالی نعمان



رمضان المبارک ہزاروں رحمتوں، برکتوں، سعادتوں، مغفرتوں اور روحانی مسرتوں کو اپنے دامن میں لیے ہم پر سایہ فگن ہے۔ یہ خالق کائنات کی طرف سے انسانیت کے لیے ایک عظیم الشان تحفہ اور بہت بڑا انعام ہے جس کا ہر لمحہ، ہر ساعت اور ہر گھڑی نہایت قیمتی اور بابرکت ہے۔اسی رمضان الکریم کی مبارک راتوں میں ایک مبارک اور قدرومنزلت والی رات ایسی ہے جس میں عبادت کرنا ہزار مہینے کی عبادت سے افضل ہے،جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں ’’لیلۃ القدر‘‘ کے نام سے موسوم کیا ہے،یہ اس ماہ مقدس کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں سے ایک ہے۔ارشاد ربانی ہے: ’’بے شک، ہم نے اس (قرآن) کو لیلۃ القدر میں نازل کرنا شروع کیا اور تمہیں کیا معلوم کہ لیلۃ القدر کیا ہے؟لیلۃ القدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے اس میں روح (الامینؑ) اور فرشتے ہر کام کے (انتظام کے لیے) اپنے پروردگار کے حکم سے اترتے ہیں۔ یہ (رات) طلوع صبح تک (امان) سلامتی ہے۔

باری تعالیٰ نے اس سورۂ مبارکہ میں لیلۃ القدر (شب قدر) کی عظمت کی چار بنیادی خصوصیات بیان کی ہیں۔(۱) نزول قرآن،(۲) نزول ملائکہ،(۳) ہزار مہینوں سے افضل رات، (۴) پوری شب سلامتی اور رحمت۔واضح رہے کہ یہ شب مبارک اس قدر اہمیت وفضیلت والی ہے کہ اس کی ایک رات کی اخلاص کے ساتھ عبادت اہل ایمان کے لیے۸۳ برس چار ماہ کی عبادتوں سے بھی افضل ہے۔ یہ تو صرف کم از کم حد بیان ہوئی ہے۔ ہزاروں مہینوں سے کس قدر افضل ہے اس کی مقدار اللہ تبارک وتعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں۔’’لیلۃ القدر‘‘ عربی زبان کے لفظ ہیں۔ لیل کے معنیٰ ’’رات‘‘ اور قدر کے معنی ’’بزرگی اور بڑائی‘‘ کے ہیں۔ لیلۃ القدر (شب قدر) یعنی بڑائی اور بزرگی والی رات۔ امام زہریؒ فرماتے ہیں: ’’قدر کے معنی مرتبے کے ہیں، چوں کہ یہ رات باقی راتوں کے مقابلے میں شرف ومرتبے کے لحاظ سے بہت بلند ہے، اسی لیے اسے لیلۃ القدر کہتے ہیں۔اس رات کو شب قدر کے نام سے تعبیر کرنے کی وجہ یہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ اس رات میں اللہ تعالیٰ نے اپنی نہایت قابل قدر کتاب (قرآن مجید)، قابل قدر امت کے لیے صاحب قدر رسول ﷺ کی معرفت نازل فرمائی۔ یہی وجہ ہے کہ سورۃ القدر میں لفظ ’’قدر‘‘ تین مرتبہ آیا ہے۔(تفسیر کبیر)

شب قدر کیوں عطا ہوئی:۔شب قدر کے حصول کا سب سے اہم سبب رحمۃ للعالمین،خاتم النبیین، سید المرسلین حضرت محمد ﷺ نے اپنی امت کو سابقہ امتوں کے لوگوں کی عمروں سے آگاہ فرمایا جو کہ بہت طویل تھیں ، آپ ﷺ نے سوچا کہ پہلی امتوں کی عمریں بہت لمبی ہیں، جب کہ میری امت کے لوگوں کی عمریں بہت تھوڑی،اگر وہ نیک اعمال میں ان (پہلی امتوں) کی برابری بھی کرنا چاہیں تو ناممکن ہے،تو اسی کی تلافی میں یہ رات عطا کی گئی۔ایک دوسری روایت میں ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے صحابۂ کرامؓ کے سامنے بنی اسرائیل کے چار انبیاءؑ حضرت ایوبؑ، حضرت زکریاؑ، حضرت حزقیلؑ اور

حضرت یوشعؑ کا ذکر کرتے فرمایا کہ یہ حضرات ۸۰/۸۰ سال تک اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہے اور پلک جھپکنے کے برابر بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کی۔ صحابہ کرامؓ کو ان برگزیدہ ہستیوں پر بہت رشک آیا۔امام قرطبیؒ لکھتے ہیں کہ اس وقت جبرائیل علیہ السلام آپؐ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا۔"اے نبی محترم ﷺ! آپؐ کی امت کے لوگ ان سابقہ لوگوں کی اسی سالہ عبادت پر رشک کر رہے ہیں تو آپؐ کے رب نے آپؐ کو اس سے بہتر عطا فرما دیا ہے اور پھر سورۃ القدر تلاوت کی۔ اس پر نبی کریم ﷺ کا چہرۂ اقدس فرطِ مسرت سے چمک اٹھا۔ (تفسیر قرطبی)یوں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب ﷺ کے طفیل امت محمدی پر کرم فرما کر امت کو لیلۃ القدر جیسا تحفہ عنایت فرمایا اور اس میں عبادت کو اسّی نہیں تراسی سال چار ماہ سے بھی بڑھ کر قرار دیا۔ بے شک اللہ تعالیٰ کی رحمت بہت وسیع اور بے حساب ہے۔

احادیث نبویؐ میں "لیلۃ القدر" کو رمضان المبارک کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں تلاش کرنے کا حکم آیا ہے۔ البتہ ۲۷ویں شب، شب قدر ہونے کا زیادہ احتمال ہے۔ جمہور علماء کا یہی قول ہے۔ صحیح بخاری میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "لیلۃ القدر" کو رمضان کے آخری عشرے میں تلاش کرو، جب کہ "صحیح مسلم" میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، لیلۃ القدر کو رمضان المبارک کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں طلب کرو۔ (تفسیر مظہری)

حضرت عبادہ بن صامتؓ نے نبی کریم ﷺ سے شب قدر کے بارے میں دریافت کیا تو آپؐ نے ارشاد فرمایا: یہ رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں ہے۔ ۲۱، ۲۳، ۲۵، ۲۷، ۲۹ یا رمضان کی آخری رات میں جو شخص ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے اس رات میں عبادت کرے اس کے پچھلے تمام گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔ اس رات کی منجملہ اور علامات یہ ہیں کہ وہ رات کھلی ہوئی چمک دار ہوتی ہے۔ صاف وشفاف، نہ زیادہ گرم اور نہ زیادہ ٹھنڈی، بلکہ معتدل گویا اس میں (انوارات کی کثرت کی وجہ سے) چاند کھلا ہوا ہے۔ اس رات صبح تک آسمان کے ستارے شیاطین کو نہیں مارے جاتے،نیز اس کی علامتوں میں سے یہ بھی ہے کہ اس کے بعد کی صبح کو آفتاب بغیر شعاع کے طلوع ہوتا ہے،بالکل ہموار ہوتا ہے۔ جیسا کہ چودھویں رات کا چاند، اللہ تعالیٰ نے اس دن کے آفتاب کے طلوع کے وقت شیطان کو اس کے ساتھ نکلنے سے روک دیا۔(در منثور)لیلۃ القدر کی فضیلت حاصل کرنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ آدمی آخری عشرے میں عبادت میں اعتکاف میں بیٹھ جائے، کیوں کہ اعتکاف خود مستقل عبادت ہے۔اس طرح آخری عشرے کا کوئی بھی لمحہ عبادت کے بغیر نہیں گزرے گا اور انشاء اللہ لیلۃ القدر کی فضیلت یقینی طور پر میسر آجائے گی۔

شب قدر جہاں انتہائی قدرومنزلت، رحمتوں، برکتوں، بخشش، مغفرت اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے بے پناہ فضل وکرم اور انعامات کی رات ہے وہیں اس مبارک شب میں بے شمار افراد اللہ کے فضل اور اس کی بخشش ومغفرت سے محروم رہتے ہیں اور ان پر اللہ تبارک وتعالیٰ کی نظر عنایت نہیں ہوتی۔ احادیث مبارکہ کے مطابق کبیرہ گناہوں میں ملوث / مبتلا افراد جیسے مشرک، عادی شرابی،ماں باپ کا نافرمان، کینہ پرور، رشتے داروں اور اپنے مسلمان بھائیوں سے بغض وعداوت رکھنے والا اور ناحق قطع تعلق رکھنے والا۔الا یہ کہ وہ "توبۃ النصوح" یعنی سچی توبہ کرلیں اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا پکا عہد اور کوشش کریں۔



# ہائے! یومِ پاکستان

عبداللہ مجاہد

اس سال بھی مارچ میں یوم پاکستان پر وہی نمائشی پروگرام کیا گیا جو ہر سال کیا جاتا ہے اور خود ہی اپنے پروگرام دیکھ کر خوش ہوتے رہے۔

یہ غوری میزائل، یہ خالد ٹینک اور نہ جانے کیا کیا؟۔ اوقات اتنی ہے کہ کشمیر، فلسطین تو کیا فتح کرنا ان سے کچے کے ڈاکو کنٹرول نہیں ہو رہے۔ یہ صرف معصوم عوام پر گولہ باری کرسکتے ہیں ورنہ ان کی عسکری قوت سب کے سامنے عیاں ہے۔

دوسری طرف قوم بھی انکی چالاکیاں اور ڈرامے سمجھ چکی ہے۔ ایک طرف معیشت تاریخ کی بدترین حالت میں ہے دوسری طرف اربوں روپے اس نام نہاد طاقت کے مظاہرے کی تقریب پر پھونک دیے گئے، حالانکہ اوقات اتنی ہے کہ امریکہ کے کہنے پر پاک-ایران گیس پائپ لائن منصوبہ بھی ملتوی کر رکھا ہے۔

یہ دراصل اشرافیہ کا پاکستان ہے،یہاں پاکستان کا مفاد کوئی نہیں دیکھتا بلکہ جرنیلوں، سیاسی خاندانوں اور با اثر سرکاری افسران کا مفاد دیکھا جاتا ہے۔ پاکستان بنتے ہی اشرافیہ اس پر قابض ہوگئی اور پاکستان اور عوام کی حالت دن بدن خراب ہوتی گئی جبکہ جرنیلوں، سیاست دانوں اور بیوروکریسی کی حیثیت اور دولت میں اضافہ ہوتا گیا۔

ہماری ناکامی کی سب سے بڑی اور بنیادی وجہ یہ ہے کہ ہم نے اسلامی قوانین و اصولوں کی قدر نہیں کی، ان سے استفادہ نہیں کیا اور علمائے حق کی نا صرف بے قدری کی بلکہ انہیں ہمیشہ ذلیل و خوار کیا۔

قیام پاکستان سے ہی پاکستان پر برطانوی نوکرشاہی (سول/ملٹری) بیوروکریسی نے اپنی گرفت مضبوط کرلی پھر جو بھی اس مفاد پرست اشرافیہ کی راہ میں حائل ہوا اسے قتل کروادیا گیا یا کسی بھی طرح راستے سے ہٹا دیا گیا۔

لیاقت علی خان کو قتل کروایا گیا، فاطمہ جناح کو الیکشن میں ہروایا گیا۔ ایسی بہت سی مثالیں ہیں، لیکن پچھلے دنوں جب بھارت میں جی-۲۰ اجلاس دیکھا تو امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد یاد آگئے جنہوں نے قیام پاکستان کے دوران ہی برطانوی ذہنیت رکھنے والی نوکر شاہی اور برطانوی روایات اور نظام کے امین لوگوں کا مشاہدہ کرلیا اور اسی مشاہدے کی بنا پر انہوں نے نا صرف پاکستان بننے کی مخالفت کی بلکہ پاکستان کے مستقبل کے بارے میں حیرت انگیز پیش گوئیاں بھی کیں اور انکی پیش گوئیوں کو حقیقت ملنے کی وجہ یہی ہے کہ انگریز کے جانے کے بعد بھی مغرب کی غلام اسٹیبلشمنٹ نے نہ انگریزی نظام کو بدلا نا ہی اپنے غلامانہ اور ظالمانہ نظریات بدلے بلکہ چند اسلامی باتیں ڈال کر انگریز کے قانون کو ہی اسلامی قانون بنانے کے چکر میں پڑ گئے ۔

مولانا آزاد نے یہ پیش گوئیاں معروف حریت پسند صحافی آغا شورش کاشمیری کو ۱۹۴۶ء میں ایک انٹریو میں کیں۔ جسے انہوں نے اپنی کتاب "ابوالکلام آزاد" میں شائع کیا۔ پیش گوئیاں پڑھیں اور مولانا آزاد کی عظمت اور مدبرانہ

صلاحیتیوں کی داد دیں۔

مولانا آزاد فرماتے ہیں:

مسلم لیگ کی لیڈر شپ کے آپ و گل سے اندازہ ہوتا ہے کہ ہندوستان اس طرح تقسیم ہوا تو پاکستان میں اسلام نہیں رہے گا اور ہندوستان میں مسلمان نہیں ہوگا۔ یہ ایک سیاسی اندازہ ہے۔ جو ہوگا وہ اللہ تعالی کے علم میں ہے لیکن پاکستان میں اول مذہبی تصادم پیدا کیے جائیں گے، دوم وہاں اس قسم کے لوگ مسند اقتدار پر فروکش ہونگے جن سے دین کو سخت دھچکا لگے گا۔ عجب نہیں نئی پود پر اس کا رد عمل ہو اور وہ عصری تحریکوں کے لادین فلسفے کی ہوجائے۔ پاکستان میں علماء کی مزاحمت کے باوجود دین کی طاقت کمزور رہے گی حتی کہ پاکستان کی شکل بدل جائے گی۔

آگے فرماتے ہیں:

مسٹر جناح یا لیاقت علی خان تک تو مشرقی پاکستان کا اطمینان ڈانواڈول نہیں ہوگا کہ پاکستان کی تازگی انکے اتحاد کا باعث ہوگی لیکن ان کے بعد مشرقی پاکستان میں اس قسم کے آثار کا پھوٹنا یقینی ہے جو مغربی پاکستان سے اسکی بدظنی اور آخر کار علیحدگی کا موجب ہونگے۔ (یاد رہے یہ بات مولانا آزاد ۱۹۴۶ء میں کہہ رہے ہیں) مجھے شبہ ہے کہ مشرقی پاکستان زیادہ دیر مغربی پاکستان میں رہ سکے گا؟ (بعض جگہ یہ بھی پڑھا ہے کہ مولانا نے کہا تھا کہ ۲۵ سال سے زیادہ عرصہ اکٹھا نہیں رہ سکے گا)

مزید فرماتے ہیں:

خدانخواستہ مشرقی پاکستان الگ ہوگیا تو مغربی پاکستان تضادات و تصادمات کا مجموعہ بن جائے گا۔ پنجابی، سندھی، سرحدی اور بلوچی اختلافات و سوالات پیدا کیے گئے تو پاکستان ذہنی انتشار اور عالمی مفاد کی آماجگاہ بن جائے گا۔

آگے چل کر پاکستان کے بارے میں کہتے ہیں: اصل سوال دین کا نہیں معاش کا ہے، مسلمان امراء نے اپنی معاشی کمتری اور اقتصادی ناکامی کے خوف کو دو قومی نظریہ کی شکل دے کر فرقہ وارانہ مسائل کو اس انتہاء تک پہنچادیا ہے کہ اب انہیں ایک ہندوستان میں معاشی اقتدار کے لیے کوئی جگہ نظر نہیں آتی۔ وہ ایک اسلامی ریاست میں بلاشرکت غیرے معاشیات کے واحد مالک ہونگے لیکن کب تک مسلمانوں کو نظریاتی سحر میں مبتلا رکھ سکیں گے ؟۔

یاد رہے کہ مولاناابوالکلام آزاد ۱۹۴۶ء میں کہتے ہیں:

یہ غور طلب سوال ہے پاکستان کے سر پہ کئی چیزیں سوار ہونگی۔

سیاست دانوں کی ویرانی پر مسلمان ملکوں کی طرح فوجی انقلاب کے خطرے (یادرہے پاکستان پر ۴۰ سال کے قریب فوج نے اعلانیہ حکومت کی ہے اور محمد علی جناح کے بعد سے اب تک غیر اعلانیہ فوج ہی کی حکومت ہے) غیر ملکی قرضوں پر اندھا دھند بوجھ، ہمسایہ ملکوں سے جنگ کا خدشہ، اندرونی تضادات کے تصادمات، پاکستان کے نودولت سرمایہ داروں اور صنعت کاروں کی لوٹ، اس استحصال سے طبقاتی جنگ پیدا ہونے کے امکانات اسلام سے نئی پود کا گریز و فرار بالفاظ دیگر نظریہ پاکستان کا سقوط، عالمی طاقتوں کی پاکستان کے بارے میں مختلف سازشیں ۔ ادھر ان حالات میں پاکستان کا استحکام مخدوش ہوگا۔ ادھر اسلامی ملک اس قابل نہیں ہونگے کہ پاکستان کی اس طرح مدد کرسکیں جس طرح دوسری جنگ عظیم میں اتحادی ایک دوسرے کے معاون تھے۔(انتہائی غور طلب بات) غیر اسلامی ملکوں نے پاکستان کی مدد کی تو وہ ان کے مفادات کا ریلا لے کر آئے گی جس سے پاکستان میں نظریاتی اور جغرافیائی خلل کا پیدا ہونا یقینی ہے ۔

پاکستان کے عوام کو اب سمجھ جانا چاہیے کہ اس کے سوا کوئی دوسرا راستہ نہیں ہے کہ طاقت کے بل بوتے پر ظالم لوگوں کو راستے سے ہٹایا جائے اور دیانت دار، مخلص لوگوں کو اقتدار میں لایا جائے تاکہ پاکستان بھی آزادانہ طور پر ترقی کی راہ پر گامزن ہوسکے ۔

# دور حاضر میں حق کی دعوت کو سمجھنے میں دشواریاں

حمزہ خان

جس معاشرے کی سیاسی، معاشی اور اخلاقی ترقی محض مالی مفادات کے گرد گھومتی ہے وہاں حق کو سمجھنے میں پہلی بڑی اور واضح رکاوٹ غیر ضروری طور پر دولت کی محبت ہوا کرتی ہے ۔ ایسی کیفیت میں یہ مرض اپنے ساتھ دیگر امراض بھی ساتھ لاتا ہے جس میں قومیت، عصبیت اور جاہلیت کی بدترین شکل خود غرض فطرت بے مقصد دنیاوی معاملات میں دل اٹکائے رکھنے کا سب سے بڑا سبب بنتی ہے ۔ اگر واقعی اہل پاکستان حق کی دعوت بغیر کسی جماعت یا تحریک سے وابستہ ہوئے بغیر بھی سمجھنا چاہتے ہیں تو انہیں سوالوں کے جواب لازمی تلاش کرنے چاہئیں:

- موجودہ نظام یعنی کہ ناکام جمہوریت کے زیر اثر اس خطے میں بطور ریاست ہمارے معاملات مسلمانوں کے ساتھ کس نوعیت کے ہیں؟
- یہ ملک جس مقصد، جس نظریے کی بنیاد پر وجود میں آیا تھا اسکا ماضی، حال، مستقبل آج کہاں کھڑا نظر آتا ہے؟
- آخر وہ کونسے عوامل ہیں جن کی وجہ سے مسلمانوں کی اتنی بڑی تعداد اسلام مخالف نظام اور فوجی آمریتوں کے تاریک دور میں رہنے پر مجبور ہے یا اس دھوکہ میں مبتلا ہیں؟
- آپ کو اس غیر اسلامی نظام میں رہنے کے لیے کونسی دلیل مطمئن کرتی ہے؟

اہل پاکستان کو یہ جلد از جلد سمجھنا ہوگا کہ حق کو جاننے کے معیارات کیا ہیں اور اسے کن ذرائع سے سمجھا یا حاصل کیا جاسکتا ہے؟۔ کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ آپ کی زندگی کا بیشتر قیمتی حصہ لاحاصل سیاسی بحث مباحثوں، دجالی میڈیا سے حاصل ہونے والی اسلام مخالف جھوٹی کہانیوں میں گم ہو کر رہ جائے گا؟۔ یہ تلخ حقیقت ہے لیکن سچائی یہی ہے کہ جب تک آپ ان سوالوں کے جواب خلوص دل اور نیک نیتی سے ہدایت حاصل کرنے کی کوشش نہیں کریں گے تب تک آپ کو اس نظام اور اس نظام کو بزور قوت قائم رکھنے والی باطل قوتوں سے نفرت اور گھن محسوس نہیں ہوگی ۔

جیسا کہ Malcolm X نے کہا تھا:

میڈیا زمین پر سب سے طاقتور ادارہ ہے۔ ان کے پاس بے گناہوں کو مجرم بنانے اور مجرم کو بے گناہ بنانے کی طاقت ہے، اور اسی طاقت سے وہ عوام کے ذہنوں پر قابض ہیں۔

بطور مسلمان ہماری بڑی ناکامی یہی ہے کہ ہم اس تاریخی موڑ پر اسلام کے اس مزاحمتی حصے سے نفرت کریں یا اس سے اپنا دامن الگ کریں جو ہماری نسلوں کے مستقبل کی خاطر باطل سے الجھ بیٹھا ہو ۔ یاد رکھیں، نظریہ وطنیت کے تحت کوئی ریاست نہ اسلام کو بطور دین نافذ کرے گی اور نہ ہی ایسے مسلمانوں کو برداشت کرے گی جو اس اسلام کو نماز و روزہ، حج و عمرہ سے کہیں زیادہ بطور ایک نظام کے طور پر قبول کرتے ہیں ۔ صرف دو دہائیوں پر محیط ریاستی کارروائیوں کو تفصیل سے یاد کیجئے کہ آپ اس نظام کو قائم رکھنے کے لیے وہاں بھی ریاست کی رٹ کو چیلنج کرنے کا جھوٹا الزام

عائد کرتے تھے جہاں سامنے موجود لوگ آپ کے اپنے تھے، ان کا آپ سے جائز اختلاف تھا، آپ نے انہیں عدالتوں میں مقدمات چلائے بغیر قید رکھا، انہیں لاپتہ کیا، انہیں اذیتیں دیں، انہیں شہید کیا اور سب مظالم کے رد عمل میں جو کچھ ہوا اسے آپ نے انتہائی فریب کاری سے اپنی جنگ ثابت کیا، جبکہ یہ جنگ نہ پہلے کبھی آپ کی تھی نہ آج آپکی ہے ۔ آپ اس جنگ کو درحقیقت ظلم کے اس نظام کو قائم رکھنے کے لیے لڑ رہے ہیں جس کی وجہ سے اس خطے کے مسلمانوں کی بڑی تعداد اذیت اور کرب میں مبتلا ہے ۔

حق جاننے کی جستجو ہرگز ہرگز آسان نہیں ہے، بہت سے بت ٹوٹیں گے، بہت سے ایسے سچ سامنے آئیں گے جو میڈیا پر سنائی جانے والی کہانیوں سے یکسر مختلف ہیں، آپ کو یہ بھی سمجھ آئے گا کہ کیسے کرپٹ اور مغربی مفادات کے محافظ حکمران اپنے ہی لوگوں پر ظلم کے پہاڑ توڑنے کی تعریف مغربی ممالک سے سننا چاہتے ہیں، انہیں اپنی قربانیوں کا اعتراف دیگر باطل قوتوں سے چاہیے، انہیں ملک کی موجودہ معاشی بدحالی اور عوام مسائل سے کوئی غرض نہیں ہے ۔

کسی بھی درست معلومات کے حصول کے لیے آزادانہ ذرائع استعمال کیجئے، جو معلومات خبر کے نام پر آپ تک پہنچ رہی ہے بہت حد تک ممکن ہے کہ وہ ریاستی بیانیہ ہو جسے خبر بنا کر پیش کیا جارہا ہے، اپنے ذہن کو درست معلومات کے لیے خالی رکھنا سیکھیں اور یہ تب ہی ممکن ہے جب آپ کی ذہنی اور جسمانی خواہشات اس دنیا میں بندھی نہ ہوئی ہوں اور ان پر قومیت، عصبیت اود دولت کی چادر نہ چڑھی ہو ۔

# معیشت یا بیوروکریسی؟

آصف محمود کا انڈپینڈنٹ اردو پر شائع ہونے والا کالم

ہماری بیوروکریسی معیشت دوست نہیں ہے۔ معیشت کی راہ میں یہ ایک رکاوٹ ضرور ہے۔ ضابطوں کا ایک ایسا پیچیدہ اور شیطانی سلسلہ جس میں سرمایہ کار بیوروکریسی کے رحم و کرم پر ہوتا ہے۔

دنیا بھر میں سرمایہ کار کے لیے سہولیات ہیں۔ ہمارے ہاں ضابطوں کا کوڑا ہے، جسے بیوروکریسی نے تھام رکھا ہے، جب اور جس کی چاہے کمر لال اور ہری کر دے۔

کسی سرمایہ کار نے درمیانے درجے کا ایک یونٹ لگانا ہو تو درجنوں محکموں کے بیسیوں قوانین اس کی دہلیز پر دستک دینے آ جاتے ہیں۔ افسر شاہی کے داروغے اس کے علاوہ ہیں۔ ایک این او سی، پھر دوسرا این او سی، پھر تیسرا این او سی۔ کسی کاروباری آدمی سے پوچھیے کہ ملک میں سرمایہ کاری کی راہ میں کیا کیا رکاوٹیں حائل ہیں۔ سرفہرست بیوروکریسی ہی ہو گی۔ نوکر شاہی نے ایک ایسا پیچیدہ نظام وضع کر رکھا ہے کہ اس کی خوشنودی کے بغیر سرمایہ دار دو قدم نہیں چل سکتا۔ کسی کی فائل دبا لی، کسی کی غائب کر لی، کسی پر اعتراض لگا دیا، کہیں کوئی قانونی نکتہ نکال لیا۔ یہ سرمایہ کاری کی معاونت نہیں کرتی، اسے منجمد کرتی ہے۔ ان حالات میں سرمایہ دار معیشت پر توجہ دے یا صرف بیوروکریسی کی معیشت کا بوجھ اٹھائے؟ بیوروکریسی کی ساخت نو آبادیاتی اور اس کا مزاج ایسٹ انڈیا کمپنی والا ہے۔ اختیارات لامحدود، وسائل بے پناہ اور احتساب کا کوئی نظام نہیں۔ عوام اس کے نزدیک رعایا اور سرمایہ دار اس کے نزدیک ایک 'امکان' ہے۔ یہ ایسٹ انڈیا کمپنی کی طرح عوام سے دور اور مقامی معیشت سے لاتعلق ہے۔

بس اس کی اپنی معیشت ٹھیک رہنی چاہیے اور مراعات کے چشمے کبھی خشک نہیں ہونے چاہییں۔

اقوال زریں الگ، عملی زندگی کی حقیقت یہ ہے کہ بیوروکریسی سرمایہ کاری میں رکاوٹ ہے۔ کسی نے پھر بھی سرمایہ کاری کرنا ہے تو بیوروکریسی کی یہ رکاوٹیں اسے اپنے سرمائے کے زور پر عبور کرنی ہیں، فائلوں کو پہیہ خود لگانا ہے، بابو لوگ اس مشق میں معاون نہیں ہوں گے، ضابطوں کی رکاوٹ ڈال کر داد وصول کریں گے ۔

اسی حقیقت کو پاکستان میں سعودی عرب کے سابق سفیر جناب علی عواض العسیری انڈپینڈنٹ اردو میں ۲۶ جولائی ۲۰۲۳ کو شائع ہونے والے اپنے کالم میں یوں بیان کرتے ہیں: 'پاکستان میں سرمایہ کاری میں شدید کمی کی ایک اہم وجہ غیر ضروری بیوروکریٹک رکاوٹیں اور ریگولیٹری تقاضے ہیں، جو دراصل سرمایہ کاروں کی حوصلہ شکنی کرتے ہیں اور نئے منصوبوں کے آغاز کے علاوہ پرانے منصوبوں کی تکمیل میں رکاوٹ کا سبب ہیں۔'

سوال یہ ہے کہ جو بات علی عواض العسیری سمجھ سکتے ہیں وہ بات ہمارے فیصلہ سازوں کی سمجھ میں کیوں نہیں آتی؟ ہم سرمایہ کاروں کے لیے ون ونڈو آپریشن کیوں نہیں شروع کر پائے؟ یقیناً اس کی راہ میں بھی بیوروکریٹک رکاوٹیں ہی حائل ہوں گی۔ نو آبادیاتی بیوروکریسی کا ڈھانچہ فرسودہ ہے۔ یہ دورِ غلامی میں تو چل سکتا تھا لیکن آزاد ریاست اس کی متحمل نہیں ہو سکتی۔ کوئی تسلسل نہیں۔ کوئی منصوبہ بندی نہیں۔ آج ایک صاحب سیکرٹری ہیلتھ ہوتے ہیں، چار ماہ بعد سیکرٹری خزانہ بنا دیے جاتے ہیں، آج زراعت کے سیکرٹری ہوں گے، دو ماہ بعد سائنس اور ٹیکنالوجی کی وزارت کے سیکرٹری بن جائیں گے۔

نہ کوئی مہارت، نہ افتادِ طبع، بس کہیں سمجھ لیا گیا ہے کہ بیوروکریٹ ٹارزن ہوتا ہے۔ جس وزارت میں بھی بھیج دو چلا لے گا۔ نتیجہ ہمارے سامنے ہے۔ ان کی زیادہ تر توجہ اسی بات پر ہوتی ہے کہ مراعات کیسے ہتھیائی جائیں اور ریٹائرمنٹ کے بعد پلاٹوں کی جمع تقسیم کیسے کی جائے۔

چنانچہ بیوروکریسی نے صرف ایک کام میں شاندار کارکردگی دکھائی ہے اور وہ ہے مراعات کا حصول۔ امریکی صدر ۱۵۲ کنال کے گھر میں رہتا ہے اور سرگودھا کا کمشنر ۱۰۴ کنال کے گھر میں۔ سرکاری زمینوں پر ان کے لیے کہیں اسلام آباد کلب قائم ہے تو کہیں جم خانہ۔ سرکاری زمینوں پر ہر ضلع میں بنے آفیسرز کلبوں کا تو کوئی شمار نہیں۔
بیوروکریسی ہماری قومی معیشت کا وہ سوراخ ہے جو قومی خزانے کو بھرنے نہیں دیتا۔ پاکستان انسٹی ٹیوٹ آف ڈویلپمنٹ اکنامکس کی رپورٹ کے مطابق ہمارے بیوروکریٹ کی اوسط تنخواہ اقوام متحدہ کے سٹاف کی تنخواہ سے ۱۲ فیصد زیادہ ہے۔ صرف اسلام آباد میں بیوروکریسی کے محلات کا رقبہ ۸۶۴ ایکڑ ہے اور یہ ۲۰، ۳۰ اور ۴۰، ۵۰ ایکڑ کے سائز کے ٹکڑوں میں بنائے گئے ہیں، یعنی یہ قطعات اراضی کمرشل استعمال کے لیے موزوں تر ہیں۔

پاکستان انسٹی ٹیوٹ آف ڈویلپمنٹ اکنامکس ہی کی رپورٹ کے مطابق ملک میں یہ سرکاری رہائش گاہیں، جہاں یہ چھوٹے اور بڑے بابو صاحبان قیام پذیر ہیں، اگر نجی شعبے کے حوالے کر دی جائیں تو تقریباً پونے دو کھرب روپے حاصل ہو سکتے ہیں۔ انہیں صرف کرائے پر چڑھا دیا جائے تو ۱۳، ۱۴ ارب روپے حاصل ہو سکتے ہیں۔

بیوروکریسی کا یہ مال غنیمت ہماری جی ڈی پی کا پانچ فیصد یا اب شاید اس سے بھی زیادہ ہو چکا ہے۔ یہ ہماری معیشت کا بلیک ہول ہے۔ فیصلہ کر لیجیے کہ آپ کو کیا چاہیے: معیشت یا نو آبادیاتی بیوروکریسی؟

# پاکستان کے پاس صرف ایک ہی راستہ ہے




مولانا خالد قریشی

پڑوسی کا مطلب ہوتا ہے ایک دوسرے کے کام آنا، ایک دوسرے کی عزت کا خیال رکھنا اور مل جل کر مسائل کو حل کرنا... مگر بدقسمتی سے اس خطے میں برطانیہ نے پاکستان نامی ایک ریاست کو وجود دے رکھا ہے جس کی کسی بھی پڑوسی سے نہیں بن پا رہی ہے۔ نہ تو ایران سے تعلقات بہتر ہیں، نہ افغانستان کے ساتھ اچھا رویہ رکھتا ہے اور نہ ہی ہندوستان کے سامنے ہاتھ جوڑنے کو جی چاہتا ہے، جو کہ شاید اب کرنے چلے جائیں۔

لے دے کر ایک چین دوست تھا، اس کو بھی وہاں ضرب دیتا ہے کہ دنیا جہاں کے محققین حیران رہ جاتے ہیں کہ اس کا الزام کس پر لگایا جائے اور پھر انہی ناکام اداروں کی جانب سے فیک چیٹ کی سکرین شاٹس سامنے آنا شروع ہو جاتے ہیں؟۔ ایک طرف اس ریاست کی ضرورتیں محلے کے کسی بھکاری سے زیادہ ہیں کہ ہر روز نیا اتحادی بنانے کی کوشش کرتا ہے تو دوسری طرف اپنے سے کمزور کے سامنے خود کو ایسی بلا سمجھتا ہے کہ الامان والحفیظ۔ حال ہی میں مجاہدین اور بلوچ حریت پسندوں کی جانب سے شدید حملوں کی زد میں آ کر یہ ایک بار پھر ایسا پھنسا ہے کہ کبھی ایران پر وار کرنے کی کوشش کر رہا ہے، کبھی اندھے بہرے جہاز لیکر افغانستان میں پناہ لیے بے سہارا مہاجرین بچوں پر وار کرتا ہے تو کبھی دوست ملک چین کو نشانہ بنا کر تنکا پکڑنے کی کوشش کر رہا ہے کہ کہیں سے سہارا ملے اور کشتی ڈوبنے سے بچے بھلے ہی خارجہ پالیسیاں خراب ہوں اور کسی اور کا بیڑا غرق ہو۔

سوال یہ ہے کہ ان حالات میں پاکستان کیا کرے، یا کس کا مقابلہ کرے؟

ہندوستان کا مقابلہ تو شاید اب اس کی بس کی بات نہیں رہی، کیونکہ دونوں مادیات پر یقین رکھتے ہیں اور اس سلسلے میں وہ ایشیا کی ایک بہت بڑی معاشی طاقت بن کر ابھر رہی ہے، عالمی ممالک کے ساتھ اس کے تعلقات کو دیکھتے ہوئے پاکستان سے یہ توقع بلکل نہیں رکھی جا سکتی کہ وہ ہندوستان کا مقابلہ کرے۔

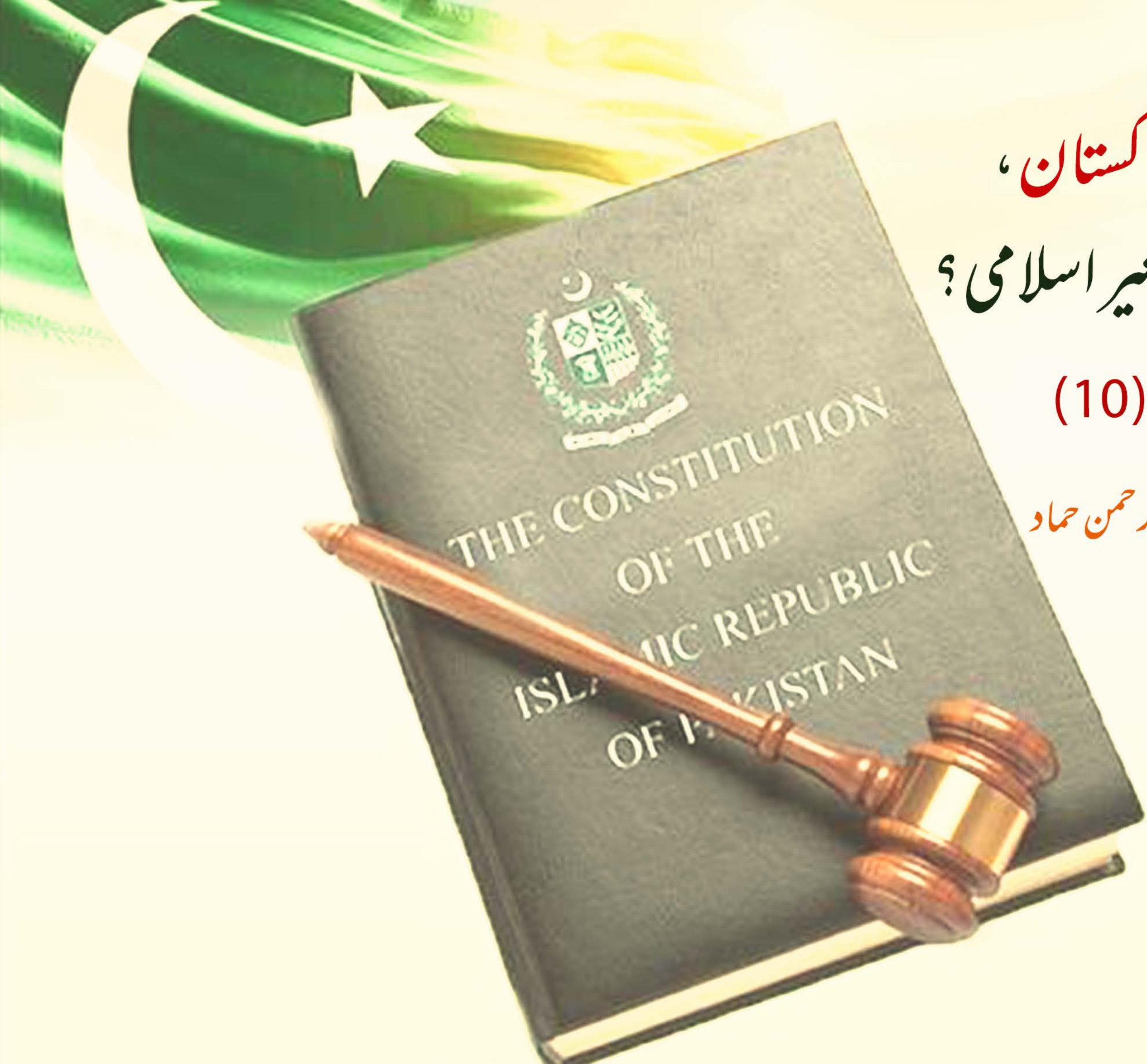
ایران کے ساتھ مقابلہ بھی بہت مشکل ہے، گزشتہ دنوں ہم نے دیکھا کہ پاکستانی سرزمین پر ان کے حملے نے ریاست و عوام سب کو ہکا بکا کر دیا تھا۔ درمیان میں بلوچستان بھی مزاحمت ہی مزاحمت ہے تو ایسے میں ایران تک پاکستان کے ہاتھ پہنچنا بہت ہی مشکل ترین لگتا ہے۔

ایک ایسا ملک، جس سے پاکستان سوچتا ہے کہ وہ مقابلہ کر سکتا ہے وہ افغانستان ہے۔ مگر افغانستان جنگ جیتنے اور مادیات سے ہٹ کر توکل علی اللہ اور ان کی آج کل کے حالات میں پاکستان کے ساتھ نظریاتی مخالفت کو دیکھتے ہوئے پاکستان اس میں بھی بہت نقصان کرے گا۔ اگر وہ برطانیہ، روس و امریکہ کے ساتھ لڑسکتے ہیں تو پاس میں پڑے ملک میں لڑنا اور قیادت کیلئے اس جنگ کی کمان سنبھالنا شاید

بائیں ہاتھ کا کھیل سمجھا جائے۔ جان اچکزئی اور ان جیسے دیگر سوشل میڈیا صارفین کی تو بہت خواہش ہے مگر وہ جنگ میں پڑنے کے بعد پچھتاوے کے علاوہ کچھ نہیں کر سکیں گے۔ حقیقت بھی یہی ہے کہ افغانستان فی الحال کسی سے بھی الجھنا نہیں چاہتا اور اس کی کوشش یہی ہے کہ افغانستان میں امن و ترقی کا سماں ہو۔

ایسے میں تحریک طالبان پاکستان ریاست کی خودخواہی اور ظلم و جبر کو جاری رکھنے کیلئے بہت بڑی رکاوٹ بنی ہوئی ہے، جب بھی پاکستان خود کو مامون ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے، ایسا کچھ ہوجاتا ہے کہ کیے کرائے پر پانی پھر جاتا ہے اور ان چیزوں کو سیٹ کرنے کیلئے پاکستان کو پھر سے سالہا سال چاہیئے ہوتے ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوچکا ہے کہ اس جنگ کو جیتنا یا کچھ منفی حالات کو اپنے ہی فائدے میں استعمال کرنا اب پاکستان کی بس سے باہر ہوچکا ہے جس کا معقول اور بہتر حل یہی ہے کہ وہ پڑوسیوں سمیت تمام مسلح تنظیموں کے ساتھ بات چیت کرے۔ پاکستان کے سیاسی و غیر سیاسی علمائے کرام سے لیکر سیکولر جماعتوں کے ساتھ مشاورتیں کرے اور آخر میں مسلح قوتوں کے ساتھ مل بیٹھ کر ان کے حقوق سے دستبردار ہوکر انہی کے حوالے کرے۔

نتیجہ یہی دیکھنے کو ملے گا کہ جہاں جہاں مجاہدین ہیں وہاں اسلامی نظام ہوگا، آزادی ہوگی اور یہی مقصد حصول پاکستان بھی ہے۔ بلوچ سرزمین پر بھی آئے روز کے قتل و قتال سے چھٹکارا ملے گا اور غریب مائیں بیٹیاں اپنا حق حاصل کرلیں گی۔ بصورت دیگر پاکستان ایسا ہی رہے گا جیسا کہ دیکھنے کو مل رہا ہے، نہ تو یہ ترقی کا منہ دیکھ سکے گا اور نہ ہی یہاں کوئی معاشی تبدیلی آئے گی۔




# آئینِ پاکستان، اسلامی یا غیر اسلامی؟ قسط (10)

شیخ عبدالرحمن حماد

گزشتہ کئی اقساط میں اس بارے میں حسبِ ضرورت بحث کی گئی کہ بعض طبقات کی طرف بعض مبہم دفعات کی وجہ سے پاکستان کے آئین کو اسلامی کہا جاتا، امید ہے کہ اُس سے قارئین کرام کو بخوبی علم ہوا ہو گا کہ اُن دفعات سے مقصود اس آئین کو اسلامی بنانا نہیں، بلکہ فقط دیندار طبقے کو مطمئن کرنا ہے، یا بوقتِ ضرورت اسے اپنے مطلب اور مفادات کے لیے استعمال کرنا ہے اور بس۔

آئندہ اقساط میں ارادہ تھا کہ مضمون کو مختصر کرتے ہوئے آئینِ پاکستان کی اُن دفعات پر بحث کروں جو صراحتاً اسلامی شریعت کے ساتھ تصادم میں ہیں، مگر اس خیال سے کہ اُن پر بہت سے علماء کرام (شیخ نور الھدی صاحب، شیخ ایمن الظواہری اور شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی صاحب) نے اپنے مخصوص انداز میں بحثیں کی ہیں، امید ہے کہ اکثر قارئین کی نگاہوں سے وہ گزری ہوں گی، اس لیے اپنے ارادے کو بدلتے ہوئے آئینِ پاکستان کی اُن دفعات پر پہلے بحث کرنا مناسب سمجھا جو بظاہر خلافِ شریعت تو نہیں مگر گہرے غور وخوض سے معلوم ہوتا ہے کہ درحقیقت وہ بھی کسی نہ کسی درجے میں اسلامی روایات واَقدار کے لیے بند اور رکاوٹ کی حیثیت سے آئینِ پاکستان کی جزو ہیں، مثلاً کسی بھی بل کی منظوری کے لیے جو دفعات ۷۰ سے ۷۷ تک ہیں جسے ''قانون سازی کا طریقہ کار'' سے تعبیر کیا جاتا ہے، جہاں ان کے لانے کے دیگر بہت سے مقاصد ہیں ایک مقصد یہ بھی ہے کہ اسلامی شریعت کی راہ روکی جائے۔

چنانچہ آئینِ پاکستان کی انھی دفعات کی وجہ سے کئی بار ''شریعت بل'' اور ''حسبہ بل'' نامنظور ہوکر (نعوذ باللہ) ردی کی ٹوکری میں پھینکے گئے، کیونکہ آئینِ پاکستان میں اُس وقت تک کوئی شے قانونی حیثیت اختیار

نہیں کر سکتی جب تک وہ آئینی پروسیجر سے نہ گزرے، اور وہ پروسیجر نہ صرف یہ کہ پیچیدہ ہے بلکہ پاکستان کے معروضی حالات کی وجہ سے اسلامی نظام کی راہ روکنے کے لیے ایک مضبوط بند سے کسی طرح کم نہیں۔

آئینِ پاکستان میں مذکور پروسیجر میں کسی بھی بل کی منظوری کے لیے اسے دو ایوانوں (قومی اسمبلی یا سینیٹ) میں ایک میں بل کی شکل میں پیش کرنا ہوتا ہے (جبکہ قانونی بل کو آئینی بنیادوں پر تیار کے لیے عرصۂ دراز کی ضرورت ہوتی ہے) پھر جب اس ایوان میں دو تہائی ارکان اسے منظور کریں تو پھر دوسرے ایوان میں اسے پیش کیا جانا ضروری ہے، اور اُس ایوان میں بھی دو تہائی ارکان کی تائید وتوثیق ضروری ہے، اگر اس ایوان میں بھی دو تہائی ارکان کی تائید وتوثیق ملتی ہے تو تیسرے مرحلے میں صدرِ پاکستان کے سامنے اسے پیش کیا جاتا ہے، اگر اس کی مرضی ہوئی تو اس پر توثیقی دستخط کر کے وہ بل قانونی شکل اختیار کر لیتا ہے، اور ملک کے رائج قانون کی حیثیت اختیار کرلیتا ہے، اور اگر کسی بھی مرحلے میں اس بل کو مطلوبہ پروسیجر کے مطابق منظوری نہ ملے تو اُسے ملک کے رائج قانون کی حیثیت نہیں ملے گی۔

چنانچہ پاکستان میں تاحال "شریعت اسلامی" کو جو قانونی حیثیت نہیں مل سکی ہے اس کی بنیادی وجہ آئینِ پاکستان کا قانون سازی کا مذکورہ طریقہ کار ہے، کیونکہ پاکستان کی ستتر سالہ تاریخ میں جو لوگ قومی اسمبلی کے ممبر بنے ہیں یا سینٹ کے ممبر بنے ہیں ان کی اکثریت ایسی ہے جو دین سے بیزاری میں مشہور ہیں، وہ صرف اسلامی ٹچ کے قائل ہیں، تاکہ کفر وارتداد کے فتوے سے بچ سکیں، ان کے یہاں ملکی ترقی سیکولر اصولوں کے تحت ہی ممکن ہے، بلکہ وہ اسلامی نظامی کو ترقی کی راہ میں رکاوٹ سمجھتے ہیں، چنانچہ بعض ارکانِ پارلیمنٹ بعض مواقع پر اس کا برملا اظہار کر بھی دیتے ہیں، اور بعض عمومی مجالس میں اس کے کہنے سے تو اجتناب کرتے ہیں مگر نجی مجالس میں اس کا اظہار کرتے ہیں، اور مملکتِ خدا داد کے اربابِ اقتدار میں سے بعض ایسے بدبخت بھی گزرے ہیں جو اسلامی قوانین کو "کالا قانون" سمجھتے ہیں، چنانچہ پنجاب کے چھبیسویں گورنر سلمان تاثیر نے جب اس قسم کے خیالات کا اظہار کیا تو ممتاز قادری شہید رحمہ اللہ نے اسے کیفرِ کردار تک پہنچایا۔

بہرحال! آئینِ پاکستان کی درجہ بالا پروسیجر کی وجہ سے اسلامی نظام ملک کا رائج قانون نہ بن سکا، کیونکہ آج تک (ستتر سال گزرنے کے باوجود) ایسے لوگ پارلیمنٹ میں دو تہائی ممبر نہ بن سکے جو اسلامی نظام کے خواہاں ہوں۔ کیونکہ پاکستان میں جو نظامِ حکومت رائج ہے اس کے ہوتے ہوئے ناممکن ہے کہ ایسا ہو، چنانچہ فروری ۲۰۲۴ کے الیکشن میں تمام مذہبی جماعتوں نے بجائے دو تہائی اکثریت حاصل کرنے کے صرف دو فیصد ووٹ حاصل کئے، تب ہی تو تمام مذہبی پارٹیوں کو اسٹیبلشمنٹ سے گلہ ہے کہ ان کو پارلیمنٹ میں کما حقہ نمائندگی نہیں دی ہے، اور بعض مذہبی جماعتیں تو اسٹیبلشمنٹ کو دھمکانے کے لیے یہ کہنے پر مجبور ہو گئیں کہ انہیں اب یہ فیصلہ کرنا ہے کہ پارلیمانی سیاست کرنی ہے کہ نہیں؟

قارئینِ کرام! میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ پاکستان میں اسلامی شریعت کی راہ میں دیگر بہت سی رکاوٹوں کے ساتھ بنیادی دو رکاوٹیں ہیں، ایک آئینِ پاکستان، اور دوسری افواجِ پاکستان، جن کے ہاتھ میں پاکستانی اسٹیبلشمنٹ ہے، جو نہیں چاہتی

کہ مملکتِ خدا داد میں اسلامی نظام کی بہاریں ہو، کیونکہ اسلامی نظام اُن کے مفادات کے ساتھ ٹکر میں ہے۔ مگر اس کے باوجود بعض لوگ یا تو اپنے مفادات یا اسٹیبلشمنٹ کے خوف یا اسٹیبلشمنٹ کو خوش کرنے کے لئے آئینِ پاکستان کی اسلامیت کے اعلانات کرتے نہیں تھکتے۔ اسی طرح اسلامی نظام کے خواہشمند طالبان کے مقابلے میں افواجِ پاکستان کی حمایت جاری رکھے ہوئے ہیں، اور اسلامی نظام کے لیے قربانی دینے والے طالبان کے بارے ایسی غلط فہمی پھیلائے ہوئے ہیں گویا کہ اُن کا اہل سنت والجماعۃ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں، حالانکہ تحریک طالبان پاکستان کے تمام مجاہدین علمائے دیوبند کے پیروکار ہیں، ان کی اکثریت دینی مدارس کے ساتھ تعلق رکھتی ہے، ان میں غیر سنی افکار کے حاملین ہے ہی نہیں، البتہ عملی غلطیوں، خطاؤں اور کوتاہیوں سے انکار نہیں، جن کی اصلاح کے لیے وقتاً فوقتاً مختلف سلسلے تحریک میں بڑی کامیابی کے ساتھ جاری ہیں، اور اللہ تعالی کے فضل سے ان کوتاہیوں پر کافی حد تک قابو پایا گیا ہے۔

خیر! بات یہ چل رہی تھی کہ آئینِ پاکستان میں بہت سی دفعات ایسی ہیں جو بظاہر خلافِ شریعت نہیں مگر گہرے غور وخوض سے معلوم ہوتا ہے کہ درحقیقت وہ بھی کسی نہ کسی درجے میں اسلامی روایات واقدار کے لیے بند کی حیثیت سے آئینِ پاکستان کی جزو ہیں، اور بطورِ مثال دفعہ ۷۰ تا ۷۷ کو پیش کیا کہ اس "قانون سازی کے طریقہ کار" کی وجہ سے ستتر سال سے مملکتِ خدا داد پاکستان اسلامی نظام سے محروم ہے۔

مذکورہ قانون سازی کے پروسیجر میں دیگر خرابیوں کے ساتھ یہ خرابی بھی ہے کہ اس پروسیجر میں اسلامی نظام کا استثناء نہ کرنے کی وجہ سے یہ قوی شبہہ موجود ہے کہ پاکستانی آئین میں مقننہ (قومی اسمبلی اور سینٹ) اسلامی شریعت پر بالادست ہے، وہ چاہیں تو اسلامی قانون کو (نعوذ باللہ) مسترد کر سکتے ہیں، اور عملاً ایسا کئی بار ہوا بھی ہے۔ تو جو آئین ایسے خطرناک دفعات پر مشتمل ہو اُسے کس طرح اسلامی کہا جا سکتا ہے؟

اسی طرح آئینِ پاکستان کی دفعہ ۱۸ بھی بظاہر خلافِ شرع نہیں، کیونکہ اس میں: "ہر شہری کو کوئی جائز پیشہ یا مشغلہ اختیار کرنے اور کوئی جائز تجارت یا کاروبار کرنے کا حق ہوگا"۔

بظاہر یہ دفعہ خلافِ شرع نہیں، کیونکہ اس دفعہ میں تجارت، پیشہ، مشغلہ، اور کاروبار کے ساتھ "جائز" کی قید ہے، لیکن جائز سے اگر شرعی جواز مراد ہو تب تو ٹھیک ہے، مگر ایسا ہے نہیں، کیونکہ آئین میں جا بجا "جائز" کا لفظ "قانونی" کے طور پر مستعمل ہے۔ اور پاکستان کا قانون اسلامی نہیں بلکہ لارڈ میکالے کا قانون ہے جو کہ غیر اسلامی قانون ہے۔ تب ہی تو پاکستان کے تمام مارکیٹس (بشمولِ سٹاک ایکسچینج) میں بیوع کی بہت سی اقسام یا تو بیوعِ باطلہ کی ہیں یا بیوعِ فاسدہ کی، بلکہ پاکستان کا نظامِ معیشت سودی نظام پر کھڑا ہے، اکثر بڑے بڑے کاروبار سودی قرضوں پر چل رہے ہیں، اپنے کاروبار کا انشورنس کروانا بہت سے اداروں میں لازمی ہے حالانکہ اس کے ناجائز ہونے پر تمام مکاتبِ فکر کے علماء متفق ہیں، عوامی سطح پر تو یہ معاملات ہیں ہی، حکومتی سطح پر جو قرضے ملکی مصالح کے نام پر عیاشیوں کے لئے ملکی بینکوں یا بیرونی ممالک اور اداروں سے لئے جاتے ہیں وہ سودی ہوتے ہیں، جن کی وجہ سے ملک آئے دن دیوالیہ (ڈیفالٹ) ہونے کے قریب ہو چکا ہے۔

مگر یہ اور ان جیسے دیگر ناجائز کاروبار، پیشوں اور مشغلوں کو کسی عدالت میں چیلنج اس لئے نہیں کیا جا سکتا کہ یہ خلافِ شریعت ہیں، کوئی بھی پاکستانی

شہری کسی بینک پر یہ مقدمہ نہیں دائر کر سکتا کہ اس میں سودی معاملات ہوتے ہیں، کوئی بھی پاکستانی شہری شراب کا کاروبار کرنے والے کے خلاف مقدمہ نہیں کر سکتا کہ فلاں ناجائز کاروبار کر تا ہے، بلکہ تمام اہلیانِ پاکستان کو پتہ ہے کہ ان کو لائسنس اور پرمٹ حکومت ہی دیتی ہے، اور ان کے تحفظ کے لئے پولیس بھی حکومت مہیا کرتی ہے۔

اس لئے یہ کہنا بجا ہے کہ آئین میں جہاں "جائز" کا لفظ استعمال کیا گیا ہے وہ "قانونی" کے معنی میں ہے، اور قانونی سے مراد وہ عدالتی نظام ہے لارڈ میکالے کا بنایا ہوا ہے جس کے غیر اسلامی قانون ہونے میں کسی بھی عالمِ دین کو اختلاف نہیں۔ تو مذکورہ دفعہ نے اسلامی اصول وقوانین کی پشت بانی نہیں کی ہے بلکہ لارڈ میکالے کے بنائے ہوئے اُس ناجائز عدالتی نظام کی پشت بانی کی ہے جو ستتر سال سے اہلیانِ پاکستان پر زبردستی مسلط کردہ ہے، جس سے پاکستان کے مسلمان جان چھڑانا چاہتے ہیں مگر ناپاک فوج اور دیگر ظالم سیکیورٹی ادارے اس راہ میں رکاوٹ بنے ہوئے ہیں، جو کسی بھی صورت میں پاکستان میں اسلامی نظام کے لئے آواز اٹھانے والوں کو دبانے کے لئے تیار رہتے ہیں۔

جاری ہے...

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ج
فَمِنْهُمْ مَّن قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّن يَّنْتَظِرُ

امارت اسلامیہ افغانستان کے سرکردہ رہنماؤں کی
سوانحِ حیات پر لکھی گئی پشتو کتاب دسپین کاروان سرلاری کا اردو ترجمہ

# "رہنمائے قافلۂ حق"

مترجم: شیخ ابو محمد حماد




قسط (۱۵)

## شہید مولوی عزت اللہ عارف صاحب رحمہ اللہ کی زندگی اور کارنامے

تحریر: خبیر احمد صاحب

آج کے اس مضمون میں اُس شخصیت کے بارے میں لکھنے کا ارادہ ہے جو اسلام کے غم میں غمزدہ رہتے، مسلمانوں کے دکھ، درد اور اتفاق واتحاد کی امید میں سید جمال الدین افغانی اور مولانا عبید اللہ سندھی کی طرح در بدر پھرتے رہے، اور جو مسلمانوں کی آزادی اور خود مختاری کے قافلے کے رہنما تھے، اور عین اُسی وقت علمی، سیاسی اور جہادی میدانوں کے عظیم سپوت، نبوی اخلاق سے آراستہ، ہنس مک اور نورانی چہرے کے مالک تھے۔ ہائے! وہ کتنے قیمتی انسان تھے، جو سخت تکالیف اور مصائب میں بھی صبر کرنے والے اور برداشت کرنے والے تھے۔

علم، عمل، سیاست اور جہاد کا یہ روشن ستارہ افغانستان کی ولایتِ ننگرہار کے علاقے "چہار دہی" کے رہنے والے تھے، جو اپنے نام کی بنسبت اپنے تخلص (عارف صاحب) سے جانے جاتے تھے۔

مرحوم مولانا حافظ محمد عزت اللہ "عارف" (نور اللہ مرقدہ) ننگرہار ولایت کے مشہور جہادی اور علمی شخصیت مولانا عبد الکافی صاحب کے یہاں ۱۳۴۶ھ ش سال کو "چہاردہی" گاؤں میں پیدا ہوئے، انہوں نے اپنی ابتدائی تعلیم محلہ کی مسجد اور مکتب میں حاصل کی، اس کے بعد ثانوی تعلیم کے حصول کے لیے بٹی کوٹ ولسوالی غازی آباد فارم کے اسکول میں داخلہ لیا۔

شہید عارف صاحب کو اللہ سبحانہ وتعالی نے بچپن ہی میں ایسے اوصاف سے نوازا تھا کہ دیکھنے والے بہ آسانی یہ اندازہ لگا سکتے تھے کہ یہ ہونہار لڑکا مستقبل میں معاشرے کی خدمت اور رہبری کرے گا، مذکورہ اسکول سے نویں جماعت میں پہلی پوزیشن حاصل کی، جس کے بعد جلال آباد کے مشہور مدرسے "نجم المدارس" میں داخلہ لیا۔

مذکورہ مدرسے میں ابھی ایک ہی سال گزارہ تھا کہ روسی نواز کٹھ پتلی حکومت کی طرف سے وطنِ عزیز کے علمائے حق پر ظلم وستم کا سلسلہ شروع ہوا، ظلم کے اسی سلسلے میں نجم المدارس کے جید مدرس مولوی غلام سبحانی صاحب (جو عارف صاحب کے قریبی رشتہ دار تھے) کو اپنے دیگر ساتھیوں سمیت ظالم اور بے دین حکومت نے گرفتار کیا۔ دوسری جانب مرحوم عارف صاحب کے والد گرامی (جو اپنے علاقے کے صاحبِ حیثیت عالم اور بڑے مجاہد تھے) کے خلاف بھی اپنے وطن میں رہنے کے لیے دائرہ تنگ پڑ گیا، تو انہوں نے اپنے گھرانے سمیت مجبوراً ہمسایہ ملک (پاکستان) کی طرف ۱۳۵۸ھ ش کو ہجرت کی راہ اپنائی، اور موجودہ خیبر پختونخواہ کے علاقے "مٹہ مغل خیل" میں اپنی قوم کے ساتھ رہائش پذیر ہوئے۔

## علومِ دینیہ کی تحصیل:

۱۳۵۹ ھ ش سال میں مرحوم مولوی عبد الکافی صاحب نے اپنے چھوٹے بیٹے مولوی عزت اللہ عارف صاحب کو اسلامی علوم کی تحصیل کی غرض سے "دار العلوم احناف" امیر زو مدرسہ میں داخلہ دلوایا، چنانچہ ابتدائی کتب انہوں نے وہیں پڑھیں، دوسرا درجہ انہوں نے "دار العلوم تنگی" میں اور درجہ ثالثہ کی کتب کے لیے دوبارہ "دار العلوم احناف" آئے، درجہ رابعہ انہوں نے "دار العلوم ہدایت الاسلام" تخت آباد میں پڑھا، درجہ خامسہ "دار العلوم ہاشمیہ" باڑہ میں اپنے وقت کے مشہور علماء کرام اور ماہرینِ فن اساتذہ (سید قریش بابا صاحب اور قاضی محمد امین صاحب) سے پڑھا۔ اسی سال انہوں نے اپنے مدرسے کے طلباء کے کمانڈر کی حیثیت سے افغانستان کے مشہور جہادی رہبر مولوی جلال الدین حقانی صاحب کے گروپ کے ساتھ اپنے دسیوں ساتھیوں ہمراہ پکتیا کے عظیم محاذ "سٹو کنڈاو" پر تشریف لے گئے۔

درجہ تکملہ انہوں نے "دار العلوم طورو مدرسہ سعادت خان" میں بڑے ذوق وشوق سے مولانا غلام محبوب صاحب سے پڑھا، علومِ ریاضی وفلسفہ کی تحصیل انہوں نے غزنی کے مشہور عالم دین مولانا محمد مستقیم صاحب سے کی۔ علمِ میراث انہوں نے مردان بخشائی میں میراثی بابا سے حاصل کیا۔

دورہ موقوف علیہ کے لئے ایک بار پھر "دار العلوم ہدایت الاسلام" تخت آباد تشریف لے گئے، اور وہیں موقوف علیہ کی کتب شیخ الحدیث مولانا عنایت اللہ صاحب (فاضل دیوبند) اور شیخ الحدیث مولانا مطلع الانوار صاحب (فاضل دیوبند) سے پڑھیں۔ دورہ حدیث شریف کے لیے ۱۹۸۹ء کو دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک تشریف لے گئے اور دورہ اس طور پر مکمل کیا کہ صحیح مسلم اور سنن ترمذی کی قرأت کے لیے اُن کا انتخاب ہوا، اور دورہ حدیث کے تینوں امتحانات میں اول یا دوم پوزیشن حاصل کی، اور یوں وہ اپنے مشہور اساتذہ کے ہاتھوں دستارِ فضیلت کے شرف سے ہمکنار ہوئے۔

قرآن کریم کی تفسیر اور ترجمہ پختونخواہ کے علاقے صوابی میں استاذِ کُل، شیخ القرآن شاہ منصور بابا جی رحمہ اللہ سے پڑھا، اسی طرح قرآن کریم کے حفظ کی سعادت سید غنی صاحب کے ہاتھوں نصیب ہوئی۔ یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ اللہ تعالی کی توفیق اور اپنے قوی حافظے کی بدولت انہوں نے قرآن کریم کی تحفیظ تین ماہ میں پوری کی۔

## تدریس:

فراغت کے بعد انہوں نے اپنے تدریسی سال کا آغاز پشاور فقیر آباد کے مدرسہ "رشیدیہ" میں درجہ ثالثہ، درجہ رابعہ اور درجہ خامسہ کی کتب سے کیا۔ اسی سال کے شروع میں سعودی عرب تشریف لے گئے، جہاں انہیں حج وعمرے کی سعادت نصیب ہوئی۔ جبکہ فراغت کے دوسرے سال "امداد العلوم" پشاور کے مشہور مدرسے کے استاذ کُل شیخ الحدیث شہید مولانا حسن جان مدنی رحمہ للہ کی درخواست اور مہربانی سے مذکورہ مدرسہ میں ممتاز اساتذہ کی فہرست میں شامل ہوئے، اور انتہائی ذوق وشوق سے تدریس شروع کی، اور تیسرے سال نمک منڈی میں قاری فیاض صاحب کے مدرسہ میں اپنے بہت سے شاگردوں کے ساتھ تدریس کے لیے تشریف لے گئے۔

## جہادی اور سیاسی زندگی:

شہید عارف صاحب اسلامی معاشرے کے ایک بے ریا

خادم اور عملی جہاد اور سیاسی بصیرت سے مالامال شخصیت تھے، کبھی سرخ روسیوں کے مقابل میں جہاد کے گرم محاذوں کو پہنچتے، اور کبھی مسلمانوں کے مابین وحدت واتفاق اور خیر خواہی کی کوششوں مصروف رہتے۔ ان کی بڑی آرزو تھی کہ مسلمان باہم متفق ومتحد رہ کر ایک ہی ہدف اور ایک ہی نعرے کے ساتھ آگے بڑھیں۔

جب وطنِ عزیز میں باہمی تنظیمی جگڑے شروع ہوئے تو عارف صاحب نے انہیں خاموش کرنے اور صلح ومصالحت کی غرض سے اتحاد علمائے افغانستان کے امیر مولوی عبد اللہ ذاکری صاحب کے ساتھ اور مولوی جلال الدین حقانی صاحب کے ساتھ اس غرض سے اسفار کئے، اور باہمی جگڑوں میں مبتلا تنظیموں کے رہبران کو صلح ومصالحت کی تلقین کی اور اُن سے درخواست کی کہ باہمی نزاع کو ختم کریں۔

جب روس کے خلاف جہاد جاری تھا اور انقلاب نے طول پکڑا تو دار الہجرت میں مہاجرین کے کیمپوں میں مختلف قسم کے فسادات نے جنم لیا، تو عارف صاحب نے اپنے اساتذہ کے مشوروں اور ہدایات اور ساتھیوں کی مدد سے کیمپوں میں دعوت وارشاد کے لیے تنظیم سازی کی، جس میں علماء، طلبہ اور مخلص مسلمان شامل تھے، چنانچہ انہوں نے امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا شعبہ سنبھالا، جس کے لئے انہوں نے کیمپوں کی مساجد میں اجتماعات منعقد کئے اور جا بجا دعوتی مجالس اور جلسوں کے انعقاد کی شکل میں لوگوں کی اصلاح کی کوششوں میں مصروف ہوئے۔

انہی اصلاحی کوششوں کا نتیجہ تھا کہ افغانستان کی ہر ولایت میں ''اہل السنۃ والجماعۃ'' کے نام سے تنظیم سازی ہوئی، اور ہر ولایت کے علماء کرام اور طلبہ عظام نے اپنی اپنی ولایت میں فساد اور مختلف فتنوں کے خلاف وقتاً فوقتاً دعوتی اور اصلاحی جلسوں اور علمی مجالس کی شکل میں کوششیں شروع کیں، چنانچہ بالآخر اللہ تعالی نے انہی ولایتی مجموعوں کو اخلاص کے ساتھ میدانِ عمل میں کودنے اور سر تا پا جہادی قافلے اور مخلصانہ تحریک کا فہم عطا فرمایا۔

شہید عارف صاحب رحمہ اللہ کے ممتاز کردار کے نتیجے میں پورے افغانستان کی سطح پر اہل السنۃ والجماعۃ کا اتحادیہ وجود میں آیا، اور اس اتحادیہ نے مسلمانوں اور مجاہدین کے باہمی نزاعات کے حل وفصل میں بڑا کردار ادا کیا۔

۱۴۱۵ ھ ق کی ابتداء میں جب کندہار ولایت میں عالی قدر امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کی قیادت میں طالبانِ افغانستان کی اسلامی تحریک کا اعلان ہوا، اور عملاً فساد اور منکرات کے خلاف اپنے جہاد کا آغاز کیا تو شہید عارف صاحب نے اپنے اتحادیے کا اجلاس پشاور میں ''دار القراء مدرسہ'' میں بلایا، اور انتہائی اخلاص کے ساتھ یہ فیصلہ کیا کہ افغانستان کے طالبان کی اسلامی تحریک کے ساتھ شامل ہونا ہے، اور اس کی مدد کرنی ہے۔ چنانچہ عارف صاحب نے اپنی تدریس کو خیر باد کہا اور اہل السنۃ والجماعۃ کے زیادہ تر ولایاتی مشران کے ہمراہ طالبان کی اسلامی تحریک کے جائزے کے لیے کندہار تشریف لے گئے، وہاں جانے کے بعد نہ صرف یہ کہ طالبان تحریک کے شرعی کردار سے مطمئن ہوئے ،بلکہ تمام علماء کرام سمیت اسلامی تحریک کے قائد ملا محمد عمر مجاہد کے ہاتھ پر بیعت بھی کی۔

عارف صاحب کے قریبی ساتھی مولوی عصمت اللہ عاصم صاحب (جو اسلامی امارت کی حکومت میں ہلال احمر کے مسئول تھے) کہتے ہیں کہ جب ہم نے عالی قدر امیر المؤمنین کے ساتھ بیعت کی تو ہمارے ساتھ مشرقی ولایتوں کے اکثر مشران ساتھی (مولانا برہانی

صاحب، مولوی نور جلال صاحب، مولوی عزت اللہ صاحب، مولوی نجیب اللہ صاحب، مولوی رستم صاحب، مولوی رحیم اللہ صاحب اور مولوی رحم الدین صاحب) شریک تھے۔

اُس وقت مولوی عبد الباقی حقانی صاحب اور مولوی عبد القدیر صاحب ساتھیوں کے مشورے کی اساس پر پشاور میں ساتھیوں کی جماعت اور تشکیلات منظم کرنے کی غرض سے پیچھے رہ گئے۔ عاصم صاحب کہتے ہیں: ہم بہت خوش تھے، مگر عارف صاحب خوش ہونے کے ساتھ ساتھ ملا محمد عمر مجاہد صاحب سے اتنے متأثر تھے کہ اکثر اوقات یہ کہا کرتے کہ افغانوں اور خصوصاً علماء کرام وطلبہ کرام کو جس امیر کی تلاش تھی وہ انہیں اللہ تعالیٰ نے ملا محمد عمر مجاہد کی شکل میں عطا فرمایا۔

## آخری ایامِ زندگی:

جس طرح اللہ تعالی نے عارف صاحب کو استعداد اور اطاعت کے خصوصی خزانے اور انعامات سے نوازا تھا، اسی طرح عالی قدر امیر المؤمنین، مرحوم ملا محمد ربانی صاحب اور امارت اسلامی کے دیگر رہنماؤں کے یہاں عارف صاحب انتہائی دلعزیز تھے، اور اُن پر شفقت فرماتے تھے، ان سے دعوت، جلب وجذب کا کام لیتے تھے، سیاسی اور ادارتی امور میں اُن سے مشورے لیتے تھے، مشرقی ولایات کے عوام کے ساتھ ارتباط اور وہاں تحریک کے نفوذ کی زمینہ سازی کے متعلق عارف صاحب کے کردار اور تأثیر کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔

مگر اللہ تعالی کو یہی منظور تھا کہ بصیرت، تقویٰ، عرفان اور کمال کا یہ عظیم ستارہ اس فانی جہاں سے ابدی دنیا کو بلائے، چنانچہ نیمروز ولایت کی فتح کے بعد ملا صاحب اور حاجی معاون صاحب رحمہا اللہ کے مشورے سے

عارف صاحب کو اپنے بہت سے ساتھیوں سمیت نیمروز ولایت بھیجا گیا، تاکہ وہ وہاں ولایت کے ادارتی اور جہادی امور کو منظم کریں اور وہاں ایک فعال ادارہ تشکیل دیں، لیکن چونکہ امارت اسلامی کا ہر کارکن عسکریت کا بھی حامل ہوتا ہے اگرچہ اسے عوامی موضوعات مفوض ہوں، اسی اساس پر نیمروز ولایت میں انتظامی امور کی ترقی کے ساتھ ساتھ عارف صاحب ولایت کے جہادی اور عسکری امور کے شعبے میں بھی بھرپور حصہ لیتے رہے۔

چنانچہ نیمروز ولایت میں شر اور فساد کے لشکروں کی طرف سے ایک سخت تعارضی حملہ ہوا، جس کے نتیجے میں عارف صاحب ۱۵ مئی ۱۹۹۵ء عید الاضحی کے دن شہادت کے عظیم مقام کو پا گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ عارف صاحب ایسے حال میں شہید ہوئے کہ نیمروز ولایت سے طالبان پسپائی اختیار کر چکے تھے، جب طالبان نے دوبارہ نیمروز ولایت کو فتح کیا تو عارف صاحب کا مدفن معلوم کرکے ان کا جسدِ مبارک اولاً کندہار کو منتقل کیا اور بعد میں والد گرامی کے انتہائی اصرار پر آبائی علاقے چہاردہی لایا گیا۔

اللہ اس عظیم ہستی کی جہادی، علمی، سیاسی اور اجتماعی خدمات اپنے دربارِ عالیہ میں قبول فرمائے، اور ان کے مرقد کو نور سے بھر دے، اور انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ نصیب فرمائے۔ آمین۔

آخر میں قائین کے ساتھ وطنِ عزیز کے نامور شاعر "فضل ولی ناگار صاحب" کے اُن اشعار کو شریک کرنا چاہتا ہوں جو انہوں نے شہید عزت اللہ عارف صاحب رحمہ اللہ کے متعلق قلمبند کئے تھے۔

کارنامو د ننګ او پت ته مو عنوان يې نوی نوی

رنګ دې واخیست له ایمانه، ته داستان يې نوی نوی

ستا د وینو احسان مني د وطن د غرو ګلونه

د هر چا زړه کې غوړیږي، یو ارمان يې نوی نوی

د روضې کوترو ټولو درته غومبر اچولی

لکه لال لکه شفق يې بدخشان يې نوی نوی

کونړی دې ده هنداره د سپين غره د بودۍ ټاله!

په فضا مو د رنګونو کهکشان يې نوی نوی

له جنګ ستړی قام به چیرې پیغام د سولې نکړي

چې جرس په چیغو چیغو د کاروان يې نوی نوی

زلمکي پکتیاني څرخ خوري د ایپي فقیر دوهۍ ته

د لالي وزیر په غوږ کې یا قربان يې نوی نوی

څه تلپاتې مقام درکړ شهادت ډک له ویاړونو

د تاریخ په هره پاڼه نقش افغان يې نوی نوی

د ژوندون واره کیسې به شي زړې او تېرې هېرې

د ناګار د شعر شپیلۍ کې یو آذان يې نوی نوی

# یہود کی ساڑھے تین ہزار سالہ مختصر تاریخ

اور

## انکی دائمی ذلت و مسکنت اور ابدی محکومیت و مغلوبیت کا راز

مفتی غفران صاحب

قسط چہارم

### دوسرا دور، امام الانبیاء صلی اللّٰہ علیہ وسلم کے بعثت سے لیکر قیام اسرائیل تک:

یہود بے بہبود کا یہ دور کافی طویل ہے مگر یہ دور بھی یہود کی ذلت ومسکنت کے اعتبار سے پہلے دور سے زیادہ مختلف نہیں ہے ، بلکہ اس سارے دورانیہ میں یہود پہلے دور کی بنسبت زیادہ محکوم اور ذلیل رہے ہیں ،

یہ بات پہلے واضح ہوچکی ہے کہ یہود اپنی بداعمالیوں کی بدولت جس طرح اقتدار سے محروم ہوکر ذلت ومسکنت کی زندگی بسر کرنے لگے تھے ، اسی طرح ان بدبختوں پر یکے بعد دیگرے بخت نصر اور دیگر جبابرہ حملہ آور ہوئے جسکی وجہ سے انکا شیرازہ منتشر ہوکر ملک بدر ہونا پڑا اور سیوائے چند ایک کے سرزمین فلسطین مکمل طور پر انکی ناپاک وجود سے پاک ہوا ۔

یہود نامسعود دنیا کے مختلف ممالک میں محکومیت اور ذلت کی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہوئے ، ان جلاوطن یہود میں سے بعض قبائل مدینہ میں آکر آباد ہوئے ، یہاں بھی ان مکاروں نے دینداروں ، رحبانوں اور دانشمندوں کا لبادہ اڑھ کر سادہ لوح اہل مدینہ کو فریب کاری اور دھوکے بازی کے جالوں میں پھنسا کر انکی جائیدادوں پر قبضہ کرلیا۔ جسکی تفصیل ذیل کی سطور میں آرہی ہے ۔

### یہود مدینہ کب اور کیسے آئے ؟

مؤرخین نے یہود کی مدینہ میں آمد اور آبادی کے دو اسباب لکھے ہیں ، چونکہ یہود کی سرشت میں دھوکہ اور دغابازی سرایت کرچکی ہے اسوجہ سے دونوں اسباب میں ان بدبختان زمانہ نے یہایت غدر وخیانت سے کام لیاہے ۔

پہلا سبب، یہود کے وطن بیت المقدس کو جب بخت نصر نے منہدم کرلیا اور وہاں کے رہنے والوں کو جلاوطن کردیا اور بنی اسرائیل میں سے بڑی مقدار میں لوگوں کو قید کرلیا توان میں سے ایک جماعت نے حجاز کی طرف رخ کرلیا، ان میں بعض وادی القری میں اور بعض تیماء اور بعض مدینہ منورہ میں آکر مقیم ہوگئے ،یہاں (مدینہ میں ) پہلے سے کچھ لوگ بنی جرہم کے اور کچھ بقایا عمالقہ کے آباد تھے ، انہوں نے کھجوروں کے باغ لگارکھے تھے اور کھیتیاں کرتے تھے ، یہودی انکے ساتھ ٹھرگئے اور گھل مل کررہنے لگے ، پھر یہ بڑھتے رہے اور بنی جرہم اور عمالقہ گم ہوتے رہے یہاں تک کہ انکو یہودیوں نے مدینہ سے نکالدیا اور مدینہ منورہ پوری طرح انکے تسلط میں آگیا، اس کی عمارتیں اور کھیتیاں سب انہیں کی ہوگئی اور ایک مدت تک جس کا علم اللّٰہ تعالی ہی کو ہے اسی حالت میں یہ لوگ مدینہ میں مقیم رہے ۔(فتوح البلدان للبلاذری ؛ص ۲۲۹)

دوسرا سبب، بعض مؤرخین نے یہ بھی لکھاہے کہ یہودی علماء توریت شریف میں رسول اللّٰہ ﷺ کی صفات پڑھتے تھے ، ان میں یہ بھی

تھا کہ آپ کی ہجرت ایسے شہر کی طرف ہو گی جس میں کھجوریں ہوں گی اور وہ دو پھتریلی زمینوں کے درمیان ہو گا ، لہذا وہ شام سے آئے اور اس صفت کے شہر کی تلاش میں نکلے تا کہ اسی شہر میں جاکر رہیں اور مبعوث ہونے والے نبی پر ایمان لائیں اور ان کا اتباع کریں ، جب مدینہ منورہ آئے ، وہاں کھجوریں دیکھیں تو وہ سمجھ گئے کہ یہی وہ شہر ہے جس کی تلاش میں نکلے ہیں ، اور پھر وہیں رہنے لگے ۔ (عمدۃ الاخبار فی مدینۃ المختار؛ص۲۴، و معجم البلدان للحموی ؛ج۵ص؛۸۲) بحوالہ سیرت سرور کونین ﷺ ؛ج۱ص؛۳۵۶)

## یہود مدینہ سے آپ ﷺ کا معاہدہ:

آپ ﷺ نے جب مدینہ کی طرف ہجرت فرمایا تو اسوقت اوس وخرج کے علاوہ متعصب یہود کے تین قبائل "بنوقینقاع، بنو نظیر، بنو قریظہ " بھی مدینہ میں آباد تھیں ، انکی شرارت سے بچاؤ کی خاطر ہجرت کے چھ ماہ بعد آپ ﷺ نے ان سے ایک تحریری معاہدہ فرمایا ، جسکو امام ابن کثیرؒ نے تفصیل سے البدایہ والنہایہ میں نقل فرمایاہے ؛ اس کا اردو ترجمہ مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ کے سیرت "سیرت المصطفے ﷺ " سے پیش خدمت ہے ،

## بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ تحریری عہدنامہ ہے محمد (ﷺ ) کی طرف سے درمیان مسلمانان قریش ویثرب کے اور یہود کے کہ جو مسلمانوں کے تابع ہوں اوران کے ساتھ الحاق چاہیں ،ہر فریق اپنے اپنے مذہب پر قائم رہ کرامور ذیل کا پابند ہو گا۔

(۱)قصاص اور خون بہا کے جو طریقے قدیم زمانہ سے چلے آرہے ہیں وہ عدل اورانصاف کے ساتھ بدستور قائم رہیں گے ۔

(۲)ہر گروہ کو عدل اورانصاف کے ساتھ اپنی جماعت کا فدیہ دیناہو گا یعنی جس قبیلہ کا جو قیدی ہو گا اس قیدی کے چھڑانے کے لئے زرفدیہ کا دینا اسی قبیلہ کے ذمہ ہو گا۔

(۳)ظلم اوراثم اورعدوان اورفساد کے مقابلہ میں متفق رہیں گے ، اس بارے میں کسی کی رعایت نہ کی جائے گی اگرچہ وہ کسی کا بیٹاہی کیوں نہ ہو۔

(۴)کوئی مسلمان کسی مسلمان کو کسی کافر کے مقابلہ میں قتل کرنے کا مجازنہ ہو گااورنہ کسی مسلمان کے مقابلہ میں کسی کافر کی کسی قسم کی مدد کی اجازت ہو گی۔

(۵)ایک ادنی مسلمان کو پناہ کا وہی حق ہو گا جیسا کہ ایک بڑے رتبہ کے مسلمان کو ہو گا۔

(۶)جو یہود مسلمانوں کے تابع ہو کر رہیں گے ان کی حفاظت مسلمانوں کے ذمہ ہو گی ، ان پر کسی قسم کا ظلم ہو گا اورنہ ان کے مقابلہ میں اسکے دشمن کی کوئی مدد کی جائے گی ۔

(۷)کسی کافراور مشرک کو یہ حق نہ ہو گا کہ مسلمانوں کے مقابلہ میں قریش کے کسی جان یامال کو پناہ دے سکے یا قریش اور مسلمانوں کے مابین حائل ہو۔

(۸)بوقت جنگ یہود کو جان ومال سے مسلمانوں

کاساتھ دیناہوگا۔ مسلمانوں کے خلاف مدد کی اجازت نہ ہوگی ۔

(۹)نبی کریم ﷺ کا کوئی دشمن اگرمدینہ پر حملہ کرے تویہود پر آں حضرت ﷺ کی مدد لازم ہوگی۔

(۱۰)جوقبائل اس عہد اورحلف میں شریک ہیں اگران میں سے کوئی قبیلہ اس حلف اورعہد سے علیحدگی اختیارکرنا چاہے توبغیرنبی کریم ﷺ کی اجازت کے علیحدگی اختیارکرنے کامجازنہ ہوگا۔

(۱۱)کسی فتنہ پرداز کی مددیا اس کوٹھکانہ دینے کی اجازت نہ ہوگی اورجوشخص کسی بدعتی کی مدد کرے گایااس کواپنے پاس ٹھکانہ دے گاتواس پر اللہ کی لعنت اورغضب ہے قیامت تک اس کاکوئی عمل قبول نہ ہوگا۔

(۱۲)مسلمان اگرکسی سے صلح کرناچاہیں گے تویہود کوبھی اس صلح میں شریک ہونا ضروری ہوگا۔

(۱۳)جوکسی مسلمان کوقتل کرے اورشہادت موجود ہوتواس کاقصاص لیاجائے گاالایہ کہ ولی مقتول دیت وغیرہ پرراضی ہوجائے ۔

(۱۴)جب کبھی کوئی جھگڑایاکوئی باہمی اختلاف پیش آئے تواللہ اور اس کے رسول کی طرف رجوع کیاجائے گا۔ ( البدایہ والنہایہ ص۲۲۴ج۳) بحوالہ سیرت مصطفی ﷺ حصہ اول ص۴۴۰)

# اگر پکے کے ڈاکو کچے کے ڈاکوؤں کا مقابلہ نہیں کر سکتے تو...؟

نشر مکرر



چونکہ آج کل کچے کے ڈاکوؤں کے حوالے سے سوشل میڈیا پر زیادہ بحث مباحثہ چل رہا ہے تو اس حوالے سے مجلہ طالبان شمارہ ۲۰ میں شائع ہونے والا مضمون ایک بار پھر پیش خدمت ہے ۔

۹۰ء کی دہائی سے سندھ اور پنجاب کے درمیان بسے کچے کے علاقے کے ڈاکو دنیا کی ٹاپ فوج، ٹاپ انٹیلیجنس ایجنسی اور پنجاب پولیس جس پر پورا پاکستان ’فخر‘ کرتا ہے، سے نہیں سنبھالے جا رہے ۔ حقیقت کہیں تو ایسا نہیں ہے کہ یہ سنبھالتے نہیں ہیں بلکہ یہ انہیں ختم کرنا نہیں چاہتے اور انہیں اپنے فائدے کیلئے استعمال کرتے ہیں اگرچہ اس درمیان یہ لوگوں کو لوٹیں اور قتل کریں ۔

شیر علی خالطی بی بی سی پر نومبر ۲۰۲۱ء میں شائع کی گئی ایک رپورٹ میں لکھتے ہیں:

حکمراں جماعت پاکستان تحریک انصاف کے ایم این اے سردار ریاض محمود مزاری نے رابطہ کرنے پر بتایا کہ وہ اپنے علاقے میں امن و امان کی بحالی کے لیے کئی مرتبہ وزیراعظم عمران خان، سابق ڈی جی آئی ایس آئی لیفٹیننٹ جنرل فیض حمید، پنجاب کے آئی جیز اور محکمہ داخلہ پنجاب کے ایڈیشنل چیف سیکریٹری سے مل چکے ہیں۔

ان کا کہنا ہے کہ 'جب بھی آپریشن ہوتا ہے گینگز فرار ہو جاتے ہیں اور جیسے ہی آپریشن ختم ہوتا ہے ڈاکو پھر واپس آ جاتے ہیں۔حکومت اس مسئلے کا کوئی مستقل حل کیوں نہیں نکالتی؟ مٹھی بھر ڈاکو ریاست سے طاقتور نہیں ہو سکتے۔'

سردار ریاض محمود مزاری کے مطابق 'دریائی علاقے میں جانے کے لیے جدید کشتیوں کی مدد لی جا سکتی ہے۔ ڈرون ٹیکنالوجی بھی پاکستان میں آ چکی ہے۔اب ڈاکوؤں کو پکڑنا آسان ہے۔ قانون نافذ کرنے والے اداروں کے پاس ڈاکوؤں کے موبائل نمبرز، ان کی لوکیشن اور گھر کا نقشہ تک موجود ہے پھر بھی ڈاکو گرفتار نہیں ہوتے۔'

محمد نعیم قریشی نوائے جون ۲۰۲۱ء میں نوائے وقت اخبار میں شائع کردہ کالم میں لکھتے ہیں:

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ سندھ میں ڈاکوؤں کی بادشاہت قائم ہے جنہوں نے وہاں کی غریب عوام کو یرغمال بنایا ہوا ہے اور ان ڈاکوؤں کو با اثر شخصیات بشمول سیاستدانوں کی سرپرستی بھی حاصل ہے یعنی کچے کے ڈاکوؤں کی جان جن طوطوں میں ہے وہ پکے کے ڈاکو ہیں ۔

اسی طرح نگراں وزیر داخلہ سندھ حارث نواز نے چند روز قبل کہا کہ کچے میں ڈاکو اور پکے میں ان کے سہولت کار موجود ہیں، جنہیں کسی صورت

برداشت نہیں کریں گے ۔

یہ سب تو ایک طرف، اس کے علاوہ اور بھی بہت سے سوالات ہیں کہ... آخر یہ ریاست قوم کو کس میدان میں اطمینان دے رہی ہے؟

اگر یہ ایک گاؤں کا صفایا نہیں کرسکتی تو اسے حکومت کہلانے کا حق کیونکر حاصل ہوا؟

اتنی بڑی مقدار میں ہلکے اور بھاری ہتھیار کس راستے ان تک پہنچے؟

یہ اسلحہ اور دیگر سامان فراہم کرنے میں کون ملوث ہے؟

اگر یہ اتنے ہی طاقتور ہے کہ ریاست اس کے سامنے بے بس ہے تو کسی طریقے سے انہیں علاقے کے آفیشلز تسلیم نہیں کرلیتے؟

اور اس کے علاوہ ہر وہ سوال جو عوام کے ذہن ہے ۔

اب رواں سال پونے دو ارب روپے کا صرف اسلحہ خرید کر ان کیخلاف آپریشن کیا گیا مگر فائدہ ہیچ... اولا تو یہ اسلحہ کی خریداری میں کرپشن ہوئی ہوگی، پھر خریدے گئے اسلحے میں سے کچھ افسران نے اپنے پرائیوٹ بدمعاشوں کو دیدیا ہوگا اور پھر آپ کو معلوم ہی ہے کہ سندھ پولیس آپریشن میں کتنا تجربہ رکھتی ہے ۔

حقیقت یہ ہے کہ کچے کے ڈاکو اتنے طاقتور نہیں ہیں جتنا کہ پکے کے ڈاکوؤں نے انہیں حوصلہ دے رکھا ہے ۔ چیلنج کے ساتھ کہتا ہوں کہ یہ ریاست ایک روپیہ بھی نہ دے صرف راستے میں رکاوٹ نہ بنے اور تحریک طالبان پاکستان کو چار سے چھ ماہ کا وقت دے اللہ تعالیٰ کی مدد سے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہوجائے گا ۔ ان شاءاللہ ۔ یہ صرف کہی سنی باتیں نہیں ہیں بلکہ تحریک طالبان پاکستان اس کا تجربہ رکھتی ہے اور درہ آدم خیل کے مشہورڈاکو "چرگ" مہمند ایجنسی کے مشہور ڈاکو "یوسف" اور شمالی وزیرستان کے مشہور ڈاکو حکیم خانکو ان کے گروپوں اور مکمل سیٹ اپ سمیت ختم کرکے اس نے دکھایا ہے ۔



# مارچ

رواں سال 2024ء

## ماہ مارچ میں تحریک طالبان پاکستان کی کارروائیوں کی تفصیلی رپورٹ!

**تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین سال ۲۰۲۴ء ماہ مارچ میں کل ۶۵ حملے کیے، جس میں عسکری و خفیہ اداروں کے ۱۵۷ اہلکار ہلاک و زخمی ہوئے ۔**

کارروائیوں کی تفصیل درج ذیل ہے:

یکم مارچ/۲۰۲۴ء

ولایت ڈی آئی خان، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کی تحصیل درابن میں درابن تھانے پر مجاہدین نے ہینڈ گرینیڈ سے حملہ کیا ہے جس میں جانی و مالی نقصان کا امکان ہے ۔

ولایت ڈی آئی خان، جنوبی وزیرستان کے علاقے زرمیلنہ میں ایف سی پوسٹ پر مجاہدین کے ایک حملے میں تین اہلکار ہلاک و زخمی ہوئے ۔

ولایت ڈی آئی خان، جنوبی وزیرستان کے علاقے زرمیلنہ گھات لگا کر کیا گیا جس میں فوج کے تین گاڑیوں کو نشانہ بنایا گیا جس میں فوج کو بھاری جانی و مالی نقصان پہنچا۔

۳/مارچ/۲۰۲۴ء

ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل سپلگہ میں مجاہدین نے کارروائی کرتے ہوئے ایک فوجی پوسٹ پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا جس کے نتیجے میں دو فوجی اہلکار ہلاک ہوئے ۔

ولایت کوہاٹ، ضلع کرک کے علاقے بودر خیل میں فوج نے طالبان پر چھاپہ مارا، اطلاع ملتے ہی مجاہدین نے جوابی کارروائی شروع کی اور چھاپے کو ناکام بناتے ہوئے کئی فوجی اہلکاروں کو ہلاک وزخمی کردیا۔ پانچ گھنٹے کی اس طویل جنگ میں دو مجاہدین بھی شہید ہوئے ۔

۴/مارچ/۲۰۲۴ء

ولایت ڈی آئی خان، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کی تحصیل کلاچی کے گاؤں ٹکواڑہ میں مجاہدین نے فوج کی گشتی پارٹی پر اسنائپر اور دیگر ہتھیاروں سے حملہ کیا جس میں تین فوجی اہلکار موقع پر ہلاک ہوئے ۔

ولایت بنوں، ضلع بنوں کی تحصیل ڈومیل کے علاقے چھپری میں تعارضی حملہ کیا گیا،

جس میں پانچ کے قریب فوجی اہلکار ہلاک و زخمی ہوئے ۔

ولایت پشاور، خیبر ایجنسی کی تحصیل باڑہ کے علاقے ڈوگرہ چوک ایف سی پوسٹ پر مجاہدین نے ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا جس میں کئی ایف سی اہلکار ہلاک و زخمی ہوئے ۔

۵/مارچ/۲۰۲۴ء

ولایت ڈی آئی خان، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کی تحصیل درابن میں مجاہدین نے پولیس پر گھات لگا کر حملہ کیا جس میں جانی ومالی نقصان کا امکان ہے ۔

ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل سپین وام کے علاقے ٹی ٹی مداخیل میں مجاہدین نے فوج پر گھات لگا کر حملہ کیا جس میں دو فوجی اہلکار ہلاک ہوئے ۔

ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کے سب ڈویژن شادی خیل میں فوجی کیمپ پر حملہ کیا گیا جس میں ہلکے اور بھاری ہتھیاروں کا استعمال ہوا۔ حملے میں فوج کے جانی و مالی نقصان کی اطلاع سامنے آئی ۔ ایک مجاہد بھی شہید ہوا۔

ولایت مردان، ضلع مردان کے علاقے تخت بھائی میں مجاہدین نے ایک پولیس اہلکار پر حملہ کیا جس کے نتیجے میں وہ شدید زخمی ہوا۔

ولایت پشاور، تحصیل جمرود کے علاقے چورہ ملک دین خیل اور شین کمر میں فوج نے طالبان پر چھاپہ مارا، مجاہدین نے جوابی کارروائی کرتے ہوئے فوج کے تین اہلکاروں کو ہلاک اور دو اہلکاروں کو شدید زخمی کیا۔

۶/مارچ/۲۰۲۴ء

ولایت ڈی آئی خان، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کی تحصیل درابن میں فوج نے مجاہدین پر چھاپہ مارا، جوابی کارروائی میں فوج کو بھاری جانی و مالی نقصان پہنچا۔ ایک مجاہد بھی شہید ہوا۔

ولایت پشاور ، خیبر ایجنسی کی تحصیل جمرود میں فوج نے مجاہدین پر چھاپہ مارا، جوابی کارروائی میں متعدد اہلکار ہلاک و زخمی ہوئے ۔ فوج کی طرف سے ان پر ڈرون حملہ بھی کیا گیا تاہم مجاہدین محفوظ رہے ۔

۷/مارچ/۲۰۲۴ء

ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل میر علی کے علاقے کھجوری میں مجاہدین نے اسنائپر سے حملہ کیا، جس میں ایک عدد کیمرہ تخریب کا نشانہ بنا۔

ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل میر علی کے علاقے کھجوری میں مجاہدین نے اسنائپر سے حملہ کر کے ایک فوجی اہلکار کو ہلاک کر دیا۔

ولایت بنوں، ضلع لکی مروت کی تحصیل غزنی خیل کے علاقے پیزو میں مجاہدین نے گھات لگا کر حملہ کیا جس میں دو پولیس اہلکار ہلاک ہوئے ۔ مجاہدین پولیس اہلکاروں کی کلاشنکوفیں بھی حاصل کر لیں ۔

ولایت ڈی آئی خان، جنوبی وزیرستان کی تحصیل شکتوئی کے گاؤں کراچخیل میں مجاہدین نے فوجی پوسٹ پر اسنائپر سے حملہ کر کے ایک فوجی اہلکار کو ہلاک کر دیا۔

ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل شوہ کے علاقے ملکشی شیزاکہ میں مجاہدین نے فوج کا چھاپہ ناکام بناتے ہوئے متعدد فوجی اہلکاروں کو ہلاک کر دیا جبکہ طالبان بحفاظت نکلنے میں کامیاب ہوئے ۔

۸/مارچ/۲۰۲۴ء

ولایت ڈی آئی خان، ضلع ٹانک کے گاؤں حیدر میں چھاپے کی نیت سے آنے والی فوجی گاڑی پر مجاہدین نے گھات لگا کر حملہ کیا جس میں بھاری جانی و مالی نقصان کی اطلاع ہے، بچ جانے والے فوجی اپنی گاڑی چھوڑ کر فرار ہوگئے ۔

ولایت ڈی آئی خان، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کی تحصیل کلاچی کے گاؤں مڈی میں مجاہدین نے فوجی مورچے پر لیزر گن سے حملہ کیا جس کے نتیجے میں دو فوجی ہلاک جبکہ ایک سیکیورٹی کیمرہ تخریب کا نشانہ بنا۔

ولایت ڈی آئی خان، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کی تحصیل کلاچی کے گاؤں مڈی میں فوجیوں پر راکٹ لانچر اور جی ایل داغے گئے جس میں ایک ٹینک تباہ ہوا۔

۹/مارچ/۲۰۲۴ء

ولایت ڈی آئی خان، ضلع ٹانک کی تحصیل گومل میں مجاہدیم نے ایک پولیس اہلکار وسیم کو فائرنگ کر کے قتل کر دیا۔

۱۰/مارچ/۲۰۲۴ء

ولایت ڈی آئی خان، ضلع ٹانک کی تحصیل جنڈولہ کے علاقے کڑی دبک اور سوباتی کچہ میں فوج نے مجاہدین پر چھاپہ مارنے کی کوشش کی، جوابی کاروائی میں فوج کے کئی اہلکار ہلاک و زخمی ہوئے جبکہ مجاہدین بحفاظت نکلنے میں کامیاب ہوئے ۔

ولایت ڈی آئی خان، جنوبی وزیرستان کی تحصیل شکتوئ کے علاقے جنجال میں مجاہدین نے اسنائپر سے حملہ کر کے ایک فوجی اہلکار کو زخمی کر دیا۔

ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل گڑیوم کے علاقے دولہ دین میں طالبان نے فوجی پوسٹ پر اسنائپر سے حملہ کر کے ایک فوجی اہلکار کو ہلاک کر دیا ۔

ولایت ڈی آئی خان، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کی تحصیل کلاچی میں چھاپے کی نیت سے آنے والی فوج پر دوران واپسی مجاہدین نے گھات لگا کر حملہ کیا جس میں سوار تمام فوجی اہلکاروں کی ہلاکت اور زخمی ہونے کی اطلاع آئی، جبکہ فوجی ٹرک کو بھی شدید نقصان پہنچا۔

ولایت ڈی آئی خان، جنوبی وزیرستان کی تحصیل مکین کے علاقے قلندر میں مجاہدین نے ایک فوجی مورچے پر حملہ کیا جس میں جانی و مالی نقصان کا

امکان ہے ۔

ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل میر علی کے میر علی فوجی قلعے پر مجاہدین نے ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا جس میں جانی و مالی نقصان کا امکان ہے ۔

۱۱/مارچ/۲۰۲۴ء

ولایت پشاور، خیبر ایجنسی کی تحصیل جمرود کے علاقے چورہ میں فوج نے چھاپہ مارنے کی کوشش کی، مجاہدین نے جوابی کارروائی کی اور چھاپے کو ناکام بناتے ہوئے متعدد اہلکاروں کو ہلاک و زخمی کر دیا۔

ولایت پشاور، خیبر ایجنسی اپر باڑہ صدو کو پل کے قریب مجاہدین نے سی ٹی ڈی اہلکاروں کو گھات حملے کا نشانہ بنایا جس میں ایک اہلکار ہلاک اور ایک شدید زخمی ہوا۔

۱۲/مارچ/۲۰۲۴ء

ولایت پشاور، پشاور شہر میں مجاہدین نے پولیس موبائل کو گھات حملے کا نشانہ بنایا جس میں دو اہلکار موقع پر ہلاک اور ایک زخمی ہوا، مجاہدین نے پولیس موبائل کو آگ لگائی اور ان کا اسلحہ بھی حاصل کر لیا۔

ولایت ڈی آئی خان، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کی تحصیل کلاچی میں پولیس اہلکاروں پر پر مجاہدین نے رات گئے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں پولیس اہلکار بھاگ نکلنے میں کامیاب ہوئے تاہم مجاہدین نے ایک عدد کلاشنکوف بمع تمام میگزینز اپنے قبضے میں لیا۔

ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل میر علی کے بائی پاس پر مجاہدین نے فوجی پوسٹ پر اسنائپر سے حملہ کیا جس کے نتیجے میں ایک عدد کیمرہ تخریب کا نشانہ بنا۔

۱۵/مارچ/۲۰۲۴ء

ولایت پشاور، مہمند ایجنسی کی تحصیل پنڈیالی کے علاقے دویزئی میں مجاہدین کے سامنے امن کمیٹی کے نام پر حکومتی لشکر کے چار اہلکار سرنڈر ہوئے جنہیں علاقے کے مشران کی ضمانت پر اس عہد کے ساتھ رہا کیا گیا کہ آئندہ مجاہدین کے خلاف حکومت کا ساتھ نہیں دینگے ۔

۱۶/مارچ/۲۰۲۴ء

ولایت بنوں، ضلع بنوں میں مجاہدین نے کارروائی کرتے ہوئے انویسٹیگیشن محرر فرمان خان کو قتل کر دیا۔

ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل سپین وام کے علاقے شیراتالہ میں مجاہدین نے فوجی پوسٹ پر اسنائپر سے حملہ کر کے ایک فوجی اہلکار کو ہلاک کر دیا جبکہ ایک عدد سیکیورٹی کیمرہ بھی تخریب کا نشانہ بنایا ۔

ولایت پشاور، مہمند ایجنسی کی تحصیل امبار کے علاقے ڈب چوک میں مجاہدیم نے پولیس پر ہینڈ گرینیڈ سے حملہ کیا جس کے نتیجے میں دو پولیس اہلکار زخمی ہوئے ۔

۱۷/مارچ/۲۰۲۴ء

ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل میر علی کے علاقے ناونہ میں مجاہدین نے فوجی پوسٹ پر اسنائپر سے حملہ کرکے ایک فوجی اہلکار کو ہلاک کردیا۔

ولایت بنوں، ضلع لکی مروت کی تحصیل غزنی خیل، تھانہ پیزو کے حدود میں پولیس کی بکتربند گاڑی پر گھات لگا کر حملہ کیا گیا جس میں جانی ومالی نقصان کا مکان ہے۔

ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل میرانشاہ کے علاقے مبارکشی پیران میں مجاہدین نے فوجی پوسٹ پر اسنائپر سے حملہ کرکے ایک عدد سیکورٹی کیمرے کو تخریب کا نشانہ بنایا۔

۱۸/مارچ/۲۰۲۴ء

ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل میر علی کے بائی پاس روڈ پر مجاہدین نے اسنائپر حملے میں ایک عدد سیکورٹی کیمرے کو تخریب کا نشانہ بنادیا۔

۱۹/مارچ/۲۰۲۴ء

ولایت مردان، مردان سٹی کے علاقے کاٹلنگ لنڈے شاہ میں مجاہدین نے افتخار نامی جاسوس کو فائرنگ کرکے قتل کردیا۔ مذکورہ شخص کمانڈر محسن کی شہادت میں ملوث تھا۔

ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل میر علی کے علاقے زراکی میں مجاہدین نے فوجی پوسٹ پر اسنائپر سے حملہ کرکے ایک فوجی اہلکار کو ہلاک کردیا۔

ولایت ڈی آئی خان، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کی تحصیل پروآ کے علاقے کیرڑی شموزئی میں مجاہدین نے خفیہ اداروں کے آلہ کار عمر ولد عیسیٰ خان کو گرفتار کر کے علاقے کے مشران کی ضمانت پر رہا کردیا۔

۲۱/مارچ/۲۰۲۴ء

ولایت ڈی آئی خان، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کی تحصیل کلاچی کے گاؤں روڑی میں مجاہدین نے فوج پر راکٹ اور جی ایل سمیت ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا جس میں فوج کو جانی ومالی نقصان پہنچا۔

۲۲/مارچ/۲۰۲۴ء

ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل گڑیوم کے علاقے عولہ دین میں مجاہدین اور فوج کے درمیان جھڑپ میں تین فوجی اہلکار ہلاک ہوئے۔ ایک مجاہد بھی شہید ہوا۔

۲۳/مارچ/۲۰۲۴ء

ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل میر علی کے علاقے خدری میں طالبان نے ایک فوجی پوسٹ پر اسنائپر سے حملہ کر کے ایک فوجی اہلکار کو ہلاک کردیا۔

صوبہ بلوچستان کے دارالحکومت کوئٹہ کینٹ کے سامنے مجاہدین نے پولیس اہلکار مطیع اللہ کو فائرنگ کرکے قتل کردیا۔

ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل گڑیوم کے علاقے گور ڑانگے میں مجاہدین نے اسنائپر سے حملہ کرکے ایک فوجی اہلکار کو ہلاک کردیا۔

ولایت ڈی آئی خان، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کی تحصیل پروآ کے علاقے کیڑی شموزئی میں مجاہدین نے خفیہ اداروں کے آلہ کار عمر ولد عیسیٰ خان کو گرفتار کرکے علاقے کے مشران کی ضمانت پر رہا کردیا۔

۲۴/مارچ/۲۰۲۴ء

ولایت ڈی آئی خان، جنوبی وزیرستان کی تحصیل شکتوئی کے علاقے شگہ بنگش خیل میں مجاہدین نے فوجی قلعے پر اسنائپر سے حملہ کرکے ایک فوجی اہلکار کو ہلاک کردیا جبکہ ایک عدد سیکیورٹی کیمرہ بھی تخریب کا نشانہ بنا۔

ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل میرانشاہ کے علاقے سپلگہ بیپلے سرپوسٹوں پر مجاہدین نے ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا جس میں لیزرگن کا استعمال بھی کیا گیا۔ حملے میں فوج کو جانی و مالی نقصان کی بھی اطلاع ہے۔

۲۵/مارچ/۲۰۲۴ء

ولایت پشاور، خیبر ایجنسی کی تحصیل باڑہ کے علاقے اکاخیل، سپین قبر میں ایف سی چیک پوسٹ پر مجاہدین نے لیزرگن سے حملہ کرکے ایک ایف سی اہلکار کو ہلاک کردیا۔

ولایت مردان، ضلع صوابی کے علاقے کلابٹ میں پولیس چوکی پر مجاہدین نے خودساختہ بم پھینکا جس میں ہلاکتوں اور زخمیوں کا امکان ہے۔

ولایت ڈی آئی خان، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کی تحصیل کلاچی کے گاؤں روڑی میں فوج اور سرنڈر نے مجاہدین پر چھاپہ مارا، مجاہدین نے جوابی کارروائی کرتے ہوئے کئی اہلکاروں کو ہلاک وزخمی کیا۔
جھڑپ میں ایک مجاہد بھی شہید ہوا۔

ولایت ڈی آئی خان، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کی تحصیل کلاچی کے علاقے کنڈوکوٹ میں فوج نے مجاہدین پر چھاپہ مارا، مجاہدین نے جوابی کارروائی کرتے ہوئے چھاپے کو ناکام بنادیا اور نکلنے میں کامیاب ہوئے۔

۲۶/مارچ/۲۰۲۴ء

ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل سپین وام کے علاقے ٹی ٹی مداخیل میں بکھر فوجی پوسٹ پر مجاہدین نے حملہ کرکے ایک فوجی اہلکار کو ہلاک کردیا جبکہ ایک کیمرہ بھی تخریب کا نشانہ بنا۔

ولایت بنوں، ضلع لکی مروت کے علاقے سُربند میں فوج نے مجاہدین پر چھاپہ مارا، مجاہدین نے گھات لگا کر جوابی حملہ کیا جس میں متعدد فوجی اہلکار ہلاک و زخمی ہوئے اور دو گاڑیاں تخریب کا نشانہ بنیں۔

ولایت بنوں، ضلع لکی مروت کے علاقے سُر بند میں چھاپہ مارنے والی فوج کی مدد کیلئے آنے والی فوجی قافلے پر گھات لگا کر حملہ کیا گیا جس میں ایک فوجی گاڑی کو تخریب کا نشانہ بنایا گیا۔ حملے میں جانی و مالی نقصان کا امکان ہے۔

۲۷/مارچ/۲۰۲۴ء

ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل شوہ میں فوجی قلعے پر مجاہدین نے لیزر گن سے حملہ کرکے ایک فوجی اہلکار کو ہلاک کردیا اس کے بعد دو عدد BM میزائل داغے اور ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا جس کے نتیجے میں جانی و مالی نقصان کا قوی امکان ہے ۔

ولایت ڈی آئی خان، ضلع ٹانک میں فوج نے مجاہدین پر حملے کیلئے گھات لگا رکھی تھی، جیسے ہی مجاہدین کو اطلاع ملی تو جوابی حملہ کرتے ہوئے فوج کے تقریباً دس اہلکاروں کو ہلاک کردیا۔

۲۸/مارچ/۲۰۲۴ء

ولایت بنوں، ضلع بنوں میں مجاہدین نے ایم آئی اہلکار نیاز محمد ولد فضل محمد کو فائرنگ کرکے قتل کردیا۔

۲۹/مارچ/۲۰۲۴ء

ولایت ڈی آئی خان، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کی تحصیل کلاچی، ٹکواڑہ روڈ پر قلندر کے قریب فوجی قافلے پر مجاہدین نے گھات لگا کر حملہ کیا جس میں کئی اہلکار ہلاک وزخمی ہوئے ۔

ولایت ڈی آئی خان، ضلع ٹانک کے وانا روڈ شیخ مارکیٹ کے قریب مجاہدین نے پولیس حوالدار اکبر علی کو فائرنگ کرکے قتل کردیا۔

# 65 کُل حملے

روان سال (2024ء) ماہ مارچ (شعبان المعظم-رمضان المبارک)

## نقصان اٹھانے والے ادارے

- فوج 79
- پولیس/لیویز 43
- ایف سی 13
- 11

## جانی نقصان

146

- ہلاکتیں 56
- زخمی 90

## نوعیتِ عملیات

- 18 سنائپر/لیزر حملے
- 06 تعارضی حملے
- 03 گرنیڈ/بم دھماکے
- 12 گھات حملے
- 05 ٹارگٹڈ حملے
- 10 جوابی حملے
- 09 گوریلہ حملے
- 02 میزائل حملے

## دشمن سے حاصل شدہ سامان

- 01 عدد پستول
- 03 عدد کلاشنکوف

## تخریب

- 06 عدد کیمرے
- 03 عدد فوجی گاڑیاں
- 03 عدد پولیس موبائلز




UMAR MEDIA

تحریک طالبان پاکستان

HTTPS://UMARMEDIATTP.ORG

# الحديث

حَدَّثَنَا أَبُو الْأَشْعَثِ، قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ، وَمَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ.

(سنن النسائی)

ترجمہ : حضرت ابوہریرہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا : جس نے رمضان میں ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے نماز تہجد پڑھی تو اس کے گزرے ہوئے تمام گناہ معاف کردیے جائیں گے ۔ اور جس نے ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے شب قدر میں قیام کیا، اس کے بھی گزرے ہوئے تمام گناہ معاف کردیے جائیں گے ۔